"قوموں کی اِصلاح
نوجوانوں کی اِصلاح
کے بغیر نہیں ہو سکتی"

(المصلح الموعود)

ماہنامہ

خالد

نومبر دسمبر ۱۹۸۱ء

ربوہ

مدیر: خالد مسعود ایم اے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

اِستبقوا الخیرات

"تیری عاجزانہ راہیں اس کو پسند آئیں"

"قوموں کی اصلاح نوجوانوں کی اصلاح کے بغیر نہیں ہوسکتی"

مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کا ترجمان

جلد ۲۹ ــــ شمارہ ۱-۲

ماہنامہ خالد ربوہ

نبوت، فتح ۱۳۶۰ ہش؛ نومبر دسمبر ۱۹۸۱ء

ایڈیٹر

خالد مسعود ایم اے

نائبین

منصور احمد عارف ؛ محمود احمد اشرف

الفہرست

پبلشر : مبارک احمد خالد

پرنٹر : سید عبدالحی

مطبع : ضیاء الاسلام پریس ربوہ

مقام اشاعت : دفتر ماہنامہ "خالد" دارالصدر جنوبی ربوہ۔

قیمت سالانہ : پندرہ روپے

" فی پرچہ : ایک روپیہ پچاس پیسے

کتابت : نورالدین خوشنویس ربوہ

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۸۳۰

درس

حصولِ نجات اور تقویٰ کی ایک راہ

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَکُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ ۝
(سورۃ توبہ آیت ۱۱۹)

ترجمہ: اے مومنو! اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور صادقوں (کی جماعت) کے ساتھ شامل رہو۔

حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ فرماتے ہیں :۔

"شریعت کی کتابیں حقائق اور معارف کا ذخیرہ ہوتی ہیں۔ لیکن حقائق اور معارف پر کبھی پوری اطلاع نہیں مل سکتی جب تک صادق کی صحبت اخلاص اور صدق سے اختیار نہ کی جاوے۔ اس لیئے قرآن شریف فرماتا ہے یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَکُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ۔ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ ایمان اور ارتقاء کے مدارج کامل طور پر کبھی حاصل نہیں ہو سکتے جب تک صادق کی معیت اور صحبت نہ ہو۔ اس کی صحبت میں رہ کر وہ اس کے انفاسِ طیبہ عقدِ ہمت اور توجہ سے فائدہ اُٹھاتا ہے۔"
(الحکم ۱۳ مارچ ۱۹۰۲ء)

نیز فرمایا :۔

"پس یہ ضروری بات ہے کہ انسان باوجود علم اور باوجود قوت اور شوکت کے امام کے پاس ایک سادہ لوح کی طرح پڑا رہے تا اس پر عمدہ رنگت آوے۔ سفید کپڑا اچھا رنگا جاتا ہے اور جس میں اپنی خودی اور علم کا پہلے سے کوئی میل کچیل ہوتا ہے اس پر عمدہ رنگ نہیں چڑھتا۔ صادق کی معیت میں انسان کی عقدہ کشائی ہوتی ہے اور اسے نشانات دیئے جاتے ہیں جن سے اس کا جسم منوّر اور رُوح تازہ ہو جاتی ہے۔
(الحکم ۱۰ مارچ ۱۹۰۲ء)

پھر فرمایا :-

"اصلاحِ نفس کی ایک راہ اللہ تعالیٰ نے یہ بتائی کہ کُونُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ یعنی جو لوگ قولی، فعلی، عملی اور حالی رنگ میں سچائی پر قائم ہیں اُن کے ساتھ رہو۔ اِس سے پہلے فرمایا یٰۤاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ یعنی اسے ایمان والو! تقویٰ اللہ اختیار کرو۔ اِس سے مراد یہ ہے کہ پہلے ایمان ہو پھر سُنّت کے طور پر بدی کی جگہ کو چھوڑ دے اور صادقوں کی صحبت میں رہے۔....."

(الحکم ۱۰ ر جنوری ۱۹۰۳ء)

پھر حضور نے فرمایا :-

"(تیسرا) پہلو حصولِ نجات اور تقویٰ کا صادقوں کی معیّت ہے۔ جس کا حکم قرآن شریف میں ہے کُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ۔ یعنی اکیلے نہ رہو کہ اِس حالت میں شیطان کا داؤ انسان پر ہوتا ہے۔ بلکہ صادقوں کی معیّت اختیار کرو۔ ان کی صحبت میں رہو تاکہ اُن کے انوار و برکات کا پرتَو تم پر پڑتا رہے اور خانہ قلب کے ہر ایک خس و خاشاک کو محبّتِ الٰہی کی آگ سے جلا کر نورِ الٰہی سے بھر دے۔"

(البدر ۱۰ ر جنوری ۱۹۰۳ء)

فہرست کتب برائے مطالعہ ۔ سال ۱۹۸۱-۸۲ء

سال ۱۹۸۱-۸۲ء میں مطالعہ کے لئے حسبِ ذیل کتب سلسلہ مقرر کی جا رہی ہیں :-

ماہ	کتاب	ماہ	کتاب
نومبر	الحجۃ البالغہ ۔ از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب	مئی ۔ جون	جنگِ مقدس　دو ماہ کیلئے
دسمبر	کشتی نوح	جولائی ۔ اگست	چشمۂ معرفت　"
جنوری	لیکچر لدھیانہ	ستمبر	اسلامی اصول کی فلاسفی
فروری	سبز اشتہار	اکتوبر	گناہ سے نجات کیونکر مل سکتی ہے؟
مارچ	لیکچر سیالکوٹ	نومبر	دافع البلاء
اپریل	آزادیٔ ضمیر اور اسلام تقریر حضور ایدہ اللہ	دسمبر	برکات الدعاء

نوٹ :- اِن کتب میں حسبِ ضرورت جب کوئی تبدیلی ہوئی تو اس کی اطلاع مجالس کو کر دی جائے گی۔

(مہتمم تعلیم خدام الاحمدیہ مرکزیہ)

دَورۂ یورپ و امریکہ کے تاثرات

سالانہ اجتماع کے موقعہ پر محترم مرزا فرید احمد صاحب نائب صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ نے اپنے دَورۂ یورپ و امریکہ کے جو حالات اور تاثرات بیان فرمائے وہ پیش ہیں۔ قارئین کی سہولت کی خاطر تمام رقوم کو پاؤنڈ سٹرلنگ میں تبدیل کر دیا گیا ہے۔

گزشتہ سال سالانہ اجتماع خدام الاحمدیہ مرکزیہ کے موقعہ پر چودھویں صدی ہجری کے الوداع اور پندرھویں صدی کے استقبال کے طور پر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ نے اپنے پیارے آقا کے حضور دو مساجد کا نذرانہ پیش کیا جسے حضور نے شرفِ قبولیت عطا فرمایا۔ یہ مساجد دو سال کے عرصہ میں تعمیر کرنے کا وعدہ تھا۔ اس بابرکت کام کو مدتِ مقررہ کے اندر پایہ تکمیل تک پہنچانے کے انتظامات کے لئے مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ نے ضروری سمجھا کہ غیر ممالک کا دَورہ کر کے رقم کی وصولی کا انتظام کیا جائے۔ چنانچہ محترم صدر صاحب مجلس خدام الاحمدیہ نے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی منظوری سے خاکسار کو ہدایت فرمائی کہ اس مقصد کے لئے یورپ اور امریکہ کا دَورہ کروں نیز بیرونی مجالس کے تعلیمی ڈھانچہ کو مضبوط کرنے اور ان کی تعلیمی اور تربیتی حالت کا جائزہ لیکر ان کی ترقی اور بہتری کا پروگرام مرتب کیا جائے۔ چنانچہ خاکسار نے محترم صدر صاحب کی ہدایات کی روشنی میں پروگرام ترتیب دیا۔

خاکسار اس عظیم مقصد کے لئے ۷ رمئی ۱۹۸۱ء کو عازم سفر ہوا اور تقریباً ۵ ماہ کی مدت میں یورپ اور امریکہ کے آٹھ ممالک کا دَورہ کیا۔ اس سفر کے دَوران خدا تعالیٰ کی نصرت کے عجیب اور نہایت ایمان افروز واقعات دیکھنے میں آئے جن سے رُوح ...... خدا تعالیٰ کے حضور سجدہ ریز ہو جاتی ہے۔ آپ بھائیوں کی خدمت میں چند واقعات پیش کرتا ہوں۔

ایک مُلک میں ایک جگہ خاکسار نے درخواست کی کہ آپ لوگ جو رقم خدا تعالیٰ کے حضور پیش کرنا چاہتے ہیں وہ ابھی ادا کریں اور جو دوست نہایت مختصر مدت یعنی ایک ہفتہ کے اندر ادائیگی کا انتظام فرما سکتے ہیں وہ وعدے پیش کریں اور مدت بھی تحریر کریں کہ کس دن کتنی رقم کی مالی قربانی دیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے ان بھائیوں کو بڑی گرانقدر اور پُرخلوص قربانی کی توفیق

بخشی۔ چنانچہ اسی ایک دن میں پچیس ہزار پاؤنڈ سے
زائد رقم نقد وصول ہوئی۔ فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرَاتِ کا یہ
جذبہ نہایت قابلِ قدر اور ایمان کو تازگی بخشنے والا تھا
تقریباً یہی کیفیت ہر دل کی تھی اور محبتِ الٰہی میں سرشار
ان فدائیوں کا خدا تعالیٰ کی راہ میں سب کچھ نچھاور کر دینے
کا عزم دیدنی تھا۔

ایک دوست فرمانے لگے کہ میری خواہش ہے
کہ اس بابرکت تحریک میں زیادہ سے زیادہ قربانی
دینے والوں کی صف میں شامل ہو جاؤں۔ اور ساتھ ہی
پانچ ہزار پاؤنڈ کا چیک دیا۔ پاکستانی کرنسی میں تقریباً
ایک لاکھ روپیہ ـــــ ایک دوست تشریف لائے
اور کہنے لگے کہ مَیں طالب علم ہوں نقد رقم تو میرے پاس
نہیں ہے البتہ میرے پاس کار ہے مَیں نے وہ فروخت
کرنے کا انتظام کر لیا ہے اس کی ساری رقم مَیں اس مد
میں داخل کرنا چاہتا ہوں۔ ایک دوسرے نوجوان
نے جو جذبۂ صدیقی سے مست تھے ایک خالی چیک پر
دستخط کر کے پیش کر دیا اور کہا جو آپ چاہتے ہیں
اتنی رقم اس پر لکھ دیں۔ مَیں نے کہا ۲۰ ہزار ڈالر لکھ
دوں۔ کہنے لگے لکھ دیں۔ مَیں نے کہا پچاس ہزار لکھ دوں
کہنے لگے لکھ دیں۔ مَیں نے کہا ایک لاکھ ڈالر لکھ دوں
تو بڑی بشاشت اور خوشی کے ساتھ کہنے لگے لکھ دیں۔
اُن کے حالات کا مجھے ذاتی طور پر علم تھا۔ اتنی کثیر
رقم لینا مناسب نہ سمجھا مگر رقم اور پیسوں کی کیا حیثیت
اصل تو وہ جذبہ اور خدا تعالیٰ کی راہ میں سب کچھ
لٹانے کی خواہش قابلِ تحسین و آفرین ہے جو اس نوجوان
کے حصے میں آئی۔ بعد میں کسی نے بتایا کہ اس خوش بخت
نوجوان نے اپنے سارے ASSETS بنک میں لکھوا کر
یہ چیک کیش کروانے کا عزم کیا ہوا تھا ـــــ ایک
دوست نے کہا کہ میری طرف سے دو ہزار پاؤنڈ لکھ لیں
اور صبح ادائیگی کر دوں گا۔ صبح وہ تشریف لائے۔
کامیابی اور کامرانی کی خوشی سے اُن کا چہرہ تمتما رہا تھا۔
اور چار ہزار کی رقم ادا کر دی۔ بعد میں ایک معتبر ذریعہ
سے معلوم ہوا کہ ابھی انہیں یہاں آئے زیادہ عرصہ نہیں
ہوا تھا اور ان کا یہی اندوختہ تھا جو انہوں نے پیش
کر دیا ـــــ رضائے باری تعالیٰ کے حصول کی ان
انوکھی اور دلکش اداؤں کو دیکھ کر جبینیں آستانۂ
الوہیت پر سجدہ ریز ہونے کو بے قرار ہو جاتی ہیں۔

ایک مُلک میں مَیں نے اعلان کیا کہ آپ کا ٹارگٹ
۵ ہزار پاؤنڈ تجویز ہوا ہے تو ایک دوست کھڑے
ہوئے اور کہا کہ ایک ہزار پاؤنڈ میں دوں گا حالانکہ
یہ دوست مالی طور پر اتنے خوشحال بھی نہ تھے ـــــ
ایک نوجوان بھائی نے کہا کہ یہ چیک لیں اور بنک میں
جتنی رقم میرے حساب میں ہے سب نکلوا لیں چنانچہ اپنی
ساری پس انداز رقم خدا کے حضور پیش کر کے ثواب دارین
کمایا۔ کیا ہی اچھا اور منافع بخش سودا ہے جو اس نوجوان
نے کیا۔ یہاں خدا تعالیٰ کے کریمانہ سلوک کا ایک واقعہ
بیان کر دوں۔ ایک ہوٹل میں گئے وہاں ایک احمدی ویٹر
تھے اُن کو تحریک کی۔ جیب میں ہاتھ ڈالا اور ساری رقم
میز پر رکھ دی جو تقریباً ۲۰۰ پاؤنڈ تھی اور پانچسو پاؤنڈ
کا وعدہ کر دیا۔ اگلے دن وعدہ ادا کرنے آئے تو بتانے

لگے کہ جتنی رقم میں نے خدا تعالیٰ کے حضور پیش کی اُسی دن اُتنی ہی رقم اللہ تعالیٰ نے مجھے تو واپس بھی کر دی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہوٹل میں اپنا کام ختم کرنے کے بعد جب ٹپ میں نے گنی تو اتنی ہی تھی جتنا آپ کو چندہ دے چکا تھا۔

ایک اور واقعہ خدا تعالیٰ کے پیار اور محبت کا ملاحظہ فرمائیں۔ ایک دوست کا خط آیا کہ میری بڑی خواہش ہے کہ ۵۰۰ پاؤنڈ اس تحریک میں ادا کروں مگر پلے کچھ نہیں ہے۔ میں نے بنک کو درخواست دے دی ہے کہ ۵۰۰ پاؤنڈ قرض دے دے۔ دعا کریں اس کا انتظام ہو جائے۔ چند روز بعد خط آیا کہ اللہ تعالیٰ نے میری خواہش پوری کرنے کا انتظام فرما دیا ہے۔ بنک نے انہیں قرض دے دیا۔ اللہ تعالیٰ نے ایسے سامان پیدا کر دیئے کہ انہیں وہ رقم مہیا ہو گئی اور انہوں نے قرض کی فوری ادائیگی کر دی۔ اسی طرح ایک دوست نے جو ڈاکٹر ہیں ڈھائی سو پاؤنڈ عطیہ دیا۔ ابھی دس دن نہیں گزرے تھے کہ انہیں انکم ٹیکس والوں کی طرف سے ایک خط ملا کہ آپ نے گزشتہ سال ڈھائی سو پونڈ انکم ٹیکس زائد ادا کر دیا تھا جو واپس کئے جاتے ہیں۔ اس فدائی مخلص نوجوان نے وہ ڈھائی سو پونڈ بھی چندہ دے دیا۔

درجنوں ایسے نوجوان بھی ملے جنہوں نے گرمیوں کی چھٹیوں میں مزدوری کی اور انہیں جو اُجرت ملی وہ ساری خدا تعالیٰ کی راہ میں دے دی —— ایک دوست نے کچھ رقم دی، میں نے انہیں ٹیلی فون پہ کہا کہ آپ نے بہت کم چندہ دیا ہے۔ کہنے لگے کتنی ادائیگی کروں؟ میں نے کہا ۵۰۰ پاؤنڈ۔ کہنے لگے بھجوا دیتا ہوں۔ اور فوراً رقم بھجوا دی —— انہوں نے چند روز قبل مجھ سے تذکرہ کیا تھا کہ چھٹیوں میں یورپ جانے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ بعد میں ایک موقعہ پہ ملے تو بر سبیل تذکرہ میں نے پوچھا آپ یورپ نہیں گئے؟ تو فرمانے لگے ۵۰۰ پونڈ سفر خرچ کے لئے رکھے تھے جو آپ کی تحریک پر چندہ میں دے دیئے ——

یہ تو چند مثالیں ہیں جو میں نے آپ کے سامنے پیش کیں تاکہ ان خدام میں موجزن جذبہ کی کیفیت کا کسی قدر اندازہ آپ کو ہو سکے ورگرنہ قدم قدم پر جو روح پرور مناظر سامنے آئے اُن کا بیان طویل وقت کا متقاضی ہے۔

سب سے بڑی کامیابی جس میں خدام الاحمدیہ بحیثیت تنظیم مبارکباد کی مستحق ہے وہ یہ ہے کہ اس مبارک تحریک میں حصہ لینے والوں کی تعداد معجزانہ طور پر غیر معمولی رہی۔ تمام ممالک جن کا میں نے دورہ کیا اُن میں خدام کی شمولیت تقریباً ۸۰ فیصد سے زائد رہی۔ کئی ممالک ایسے ہیں جنہوں نے سو فیصدی حصہ لیا اور کوئی خادم اس تحریک میں حصہ لینے سے محروم نہ رہا۔

صدر محترم کی رہنمائی میں خاکسار نے جو مساعی کیں اللہ تعالیٰ نے انہیں قبول فرمایا اور اس میں برکت دی۔ یہ سب حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی دعاؤں کا ثمرہ ہے۔

۷ رمئی کو جو رپورٹ ملی اُس کے مطابق پانچ ہزار چار سو پاؤنڈ وصولی تھی۔ ۱۵ جولائی کو یہ رقم چالیس ہزار پاؤنڈ ہو گئی اور ۱۵ اگست کو اسی ہزار پاؤنڈ۔ اور ۱۵ ستمبر کو بانوے ہزار پونڈ تک پہنچی۔ ۲۰ اکتوبر کو

یہ رقم بڑھ کر خدا تعالیٰ کے فضل سے ۲ لاکھ ساٹھ ہزار پاؤنڈ سے زائد ہوگئی۔ الحمد للہ ثمّ الحمد للہ۔

شروع میں بعض دوستوں سے جب مَیں نے ٹارگٹ کا ذکر کیا تو کہنے لگے یہ تو بہت مشکل ہے مَیں نے عرض کیا کہ اِن باتوں کو رہنے دیں۔ آپ بس اتنا وعدہ کریں کہ دیانتداری کے ساتھ اپنی دعاؤں اور کوششوں کو انتہا تک پہنچا دیں گے۔ یہ ہمارا کام ہے، برکت سے جھولیاں بھر دینا ربّ کریم کا کام ہے۔ یاد رکھیں کہ جماعت احمدیہ کی نوّے سالہ تاریخ اس حقیقت پر گواہ ہے کہ ہمارا اُٹھا ہؤا کوئی قدم پیچھے نہیں ہٹا اور ہر صبح نے گزشتہ دن کے مقابلہ میں ہمیں ترقی کرتے دیکھا۔ لہٰذا یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ یہ تحریک ناکام ہو جائے۔ جو محض لِلّٰہ اختیار کی گئی ہے۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے نتائج نے ثابت کر دیا کہ ہماری حقیر مساعی کو خدا تعالیٰ نے شرفِ قبولیت بخشا اور ان کے نیک اور شیریں اثمار آج ہم سب خدام بھائیوں کے دل کی راحت اور رُوح کی تازگی کا باعث ہیں اور سب سے بڑھ کر مجلس خدام الاحمدیہ نے اپنے پیارے آقا کے حضور جو نذرانہ پیش کرنے کا وعدہ کیا تھا اُسے پُورا کرنے کے سامان پیدا ہو گئے ہیں۔ سو ہم جتنا بھی اپنے ربِّ کریم کا شکر بجا لائیں کم ہے۔

وصولی کے اعتبار سے مُلکوں کی ترتیب یہ ہے:۔

۱۔ جرمنی ۲۔ سوئٹزرلینڈ
۳۔ ناروے ۴۔ کینیڈا
۵۔ امریکہ ۶۔ ڈنمارک
۷۔ سویڈن ۸۔ انگلینڈ
۹۔ ہالینڈ ۱۰۔ سپین

بعض دوستوں کا ابتداء میں خیال تھا کہ شاید آمدن سے خرچ نہ بڑھ جائے لیکن خدا تعالیٰ نے جو فضل کئے وہ ان قیاسات کی خود نفی کرتے ہیں۔ جس وقت وہاں سے واپس آیا تو اخراجات کی فائنل رپورٹ جو انہوں نے دی (یاد رہے کہ سارے اخراجات لنڈن مشن کے توسّط سے ہوئے ہیں اور اُنہوں نے ہی اُن کا حساب کتاب رکھا ہے) وہ یہ تھی کہ کُل خرچ تقریباً ۹۱۱۸ پاؤنڈ ہؤا۔ اس میں محترم شیخ مبارک احمد صاحب کے امریکہ اور کینیڈا کے دَورہ کا خرچ اور مکرم آفتاب احمد خان صاحب کے دَورے کا خرچ بھی شامل ہے۔

گزشتہ سال حضرت اقدس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے دَورہ کے دَوران ایک سولہ نکاتی پروگرام بیرونی ممالک میں مجلس خدام الاحمدیہ کی تنظیم کو مستحکم اور مؤثر بنانے کے لئے عطا فرمایا تھا اس پر عملدرآمد کا جائزہ لیا گیا۔ یہ عرض کر دوں کہ یورپ اور امریکہ میں بعض مشکلات ہیں اور بعض وجوہات کی بناء پر وہاں خدام الاحمدیہ اس رنگ میں کام نہیں کر سکتی جیسے یہاں ہوتا ہے۔ حضور کی طرف سے یہ پروگرام دیئے جانے کے بعد تنظیمی ڈھانچہ کو مضبوط بنانے کے کام میں کچھ پیش رفت ہوئی ہے، ابھی کام کو باقاعدہ کرنے میں کافی محنت اور توجہ

اور راہنمائی کی ضرورت ہے۔ محترم صدر صاحب مجلس خدام الاحمدیہ اس طرف خصوصی توجہ اور دلچسپی لے رہے ہیں جس کے خوشکن اثرات ظاہر ہونے شروع ہوگئے ہیں۔ خاکسار نے خدام کو اس پروگرام پر عملدرآمد کرنے کی بھرپور تحریک کی۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے اب تمام جگہوں پر مجالس کا قیام عمل میں آچکا ہے۔ عہدیداران کا انتخاب یا تقرری ہو چکی ہے۔ دورہ کے دوران ان ممالک کی تجنید مکمل کر لی گئی ہے۔ جس کے ساتھ تفصیلی کوائف جو تربیتی اور علمی پروگراموں میں مدد ہو سکتے ہیں وہ بھی اکٹھے کر لئے گئے ہیں۔ اکثر جگہوں پر مربیانِ اطفال بھی مقرر ہو چکے ہیں۔ پورے سال کا پروگرام تیار کر کے انہیں سمجھا دیا گیا ہے تاکہ اس عملی پروگرام کے مطابق مجالس اپنے کاموں کو جاری رکھ سکیں۔

بجٹ کی تشخیص کا کام مکمل کروایا۔ رسید بکیں شائع کر کے تمام مجالس میں تقسیم کی گئیں۔ ہر سہ ماہی کے لئے حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ کی کتب کے مطالعہ کے لئے کورس مقرر کیا گیا اور امتحانات کے انعقاد کا پروگرام بھی دیا گیا ہے۔ قرآن کریم کی تدریس کیلئے سنٹر تجویز کئے گئے۔ جہاں بچے بآسانی اکٹھے ہو کر قرآن کریم سیکھ سکیں۔

مجلس خدام الاحمدیہ کو خدا تعالیٰ نے توفیق دی کہ بریڈ فورڈ کے ایک ہوٹل میں ۳۶۰ قرآن مجید کے نسخے رکھوانے کا انتظام کیا۔ اس ہوٹل میں بائیبل کا ایک ایک نسخہ ہر کمرہ میں پہلے موجود تھا — اب متلاشیانِ حق کے لئے خدا تعالیٰ کے کلام سے استفادہ کا موقعہ بھی میسر ہوگا۔ پریس میں اس کا خوب چرچا ہوا۔ اس کے نتیجے میں ایک سکول سے ہمیں خط آیا کہ یہ خبر سن کر بڑی خوشی ہوئی ہے ہم بھی اسکول کے لئے ۳۰ قرآن کریم خریدنا چاہتے ہیں۔ خدام نے یہ قرآن مفت فراہم کر کے ان کی خواہش پوری کر دی۔

ناروے کی مجلس نے بھی پہلے مرحلہ کے طور پر ۶۰ قرآن کریم خرید کر سرکردہ لوگوں میں تقسیم کا کام شروع کر دیا ہے۔

یہ مختصر خاکہ ہے اس کام کا جو خدا تعالیٰ کے فضل سے اس دورہ کے دوران کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ بیرونِ ملک ہمارے تمام بھائیوں کو احسن جزا دے اور ان کے خدمتِ دین کے جذبہ کو استقامت بخشے۔ آمین

محترم نائب صدر صاحب کے بیرونی ممالک کے دورہ سے کامیاب مراجعت پر مجلس عاملہ خدام الاحمدیہ مرکزیہ کی طرف سے ۳ نومبر ۱۹۸۱ء کو بوقت ۸ بجے شام دعوتِ استقبالیہ دی گئی جس میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ ازراہِ شفقت رونق افروز ہوئے اور اس مجلس کو برکت بخشی۔ اس موقعہ پر جو ایڈریس پیش کیا گیا وہ شاملِ اشاعت ہے۔ (ادارہ)

نہایت پیارے آقا!

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

ہم اپنی اس خوش بختی اور سعادت مندی پر جتنا شکر کریں کم ہے کہ خدا تعالیٰ نے ہمیں بانیٔ سلسلہ احمدیہ کے اس عظیم المرتبت نائب کے خدام میں شامل ہونے کی توفیق بخشی ہے جن کا عہدِ سعادت مہد الٰہی تقدیروں کے مطابق اسلام کی نشاۃِ ثانیہ میں تاریخ ساز اہمیت رکھتا ہے۔

اے خدا سے نصرت یافتہ امام! وہ تاریخی لمحات ہر دم یاد رہیں گے جب چودھویں صدی کے الوداع اور پندرھویں صدی کے استقبال کے موقعہ پر خدام الاحمدیہ کے اجتماع میں حضور نے یہ پُرشوکت اعلان فرمایا کہ پندرھویں صدی میں کیا ہونے والا ہے؟ آپ نے فرمایا:-

"اسلام کا دشمن بُت پرست، مَیں دیکھ رہا ہوں کہ وہ وحدانیت کے عَلَم تلے پناہ لے گا۔ میری روحانی نگاہ دیکھ رہی ہے کہ خود پُجاری کے ہاتھ سے بُتوں کو توڑ دیا جائے گا۔"

ہماری خوش قسمتی کہ اس مبارک موقع ... غلبۂ اسلام کی عظیم الشان مہم میں اعلائے کلمۂ توحید کی خاطر دو مساجد کی تعمیر کا نذرانہ پیش کرنے کی سعادت ملی اور حضور نے اسے شرف قبول بخشا۔

پیارے آقا! جب اس مہتم بالشان کام کی تفصیلات سامنے آئیں تو یہ ایک گراں پہاڑ معلوم ہوتا مگر شاید خدا تعالیٰ نے ان بابرکت لمحوں میں پیش کی گئی اس قربانی کو نوازنے کا ارادہ فرمالیا تھا کہ حضور کی خصوصی توجہ اور دعائیں ہمیں حاصل ہوئیں اور حضور نے ازراہِ شفقت ذاتی توجہ اور دلچسپی سے ہر مرحلہ پر ہماری راہنمائی فرمائی اور

خود اِس بارہ میں بیرونِ مُلک ٹیلی گرامز بھیجے اور اپنے دستخطوں سے خطوط بھجوا کر ہماری سرپرستی فرمائی اور اِس طرح حضور کی برکت سے یہ مشکل کام آسان ہو گیا۔ مساجد کی تعمیر کے سلسلہ میں کٹھن مرحلہ مالی اخراجات کی فراہمی کا تھا اِس سلسلہ میں نائب صدر مجلس خدام الاحمدیہ صاحبزادہ مرزا فرید احمد صاحب کو بیرونِ مُلک دَورہ پر بھجوایا گیا۔ آپ کے دَورہ کا دوسرا بڑا مقصد جماعت کی روز افزوں ترقی اور وسعت کے پیشِ نظر مجالس بیرون خدام الاحمدیہ کی تنظیمِ نَو تھا۔

مکرم نائب صدر صاحب نے یورپ، امریکہ اور کینیڈا کا دَورہ کر کے تنظیمی اور تربیتی امور کے علاوہ مساجد کی تعمیر کے سلسلہ میں مالی اخراجات کا انتظام کیا۔

خدا تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ یہ دَورہ ہماری توقعات سے کہیں زیادہ بڑھ کر کامیاب ثابت ہُوا۔ فالحمد للہ۔ بلاشبہ یہ کامیابی اللہ تعالیٰ کے فضل، حضور کی خاص دُعاؤں اور نائب صدر صاحب کی اَنتھک محنت اور جدّ وجہد کا نتیجہ ہے۔ فجزاہ اللہ احسن الجزاء۔

چنانچہ اِس دَورہ میں آپ نے تین درجن سے زائد اجتماعات کروائے، ایک صد سے زائد اجلاسات ہوئے، یاد دہانیوں کے طور پر بارہ ہزار خطوط سپردِ ڈاک کیے گئے اور ساڑھے تین صد ٹیلی گرامز بھجوائی گئیں۔

مساجد کی تعمیر کے لئے دو لاکھ ساٹھ ہزار ..... پونڈ کی وصولی محترم نائب صدر صاحب کی خداداد ہمت اور کٹھن محنت کا ثمرہ ہے۔ بے شک آپ کی مساعی قابلِ تحسین ہیں جس کے لئے آپ مبارکباد کے مستحق ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو بیش از بیش خدمتِ دین کی توفیق دے۔ آمین

ہم حضور اقدس کی اِس ذرہ نوازی اور حوصلہ افزائی کے لیئے بے حد ممنون ہیں کہ حضور نائب صدر صاحب کے اعزاز میں ان کے کامیاب دَورہ کے سلسلہ میں دیئے گئے اِس استقبالیہ میں بنفسِ نفیس تشریف لائے۔ ہم حضور سے مساجد کی تعمیر کے اگلے مراحل کے بخیر و خوبی تکمیل کے لیئے بھی درخواستِ دُعا کرتے ہیں نیز حضور ہمیں اپنی دُعاؤں میں یاد رکھیں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں حقیقی اور سچّا خادمِ سلسلہ بنائے اور خلافت کے زیرِ سایہ اس کی برکات سے حصّہ پاتے ہوئے مقبول خدماتِ دینیہ بجالانے کی توفیق بخشے۔ آمین

ہم دُعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ حضور کی عمر اور صحت میں برکت دے اور اہم ذمہ داریوں سے احسن طور پر عہدہ برآ ہونے کی توفیق خاص دیتا چلا جائے۔ اللّٰھم آمین

ہم ہیں ممبرانِ عاملہ خدام الاحمدیہ مرکزیہ
۳ر نومبر ۱۹۸۱ء

مقصودِ زندگی سے بھی دِل باخبر رہے[1]

کیفِ عمل جو شاملِ کیفِ نظر رہے ❊ منزل پرست کیوں ترا ذوقِ سفر رہے
ہم تو نجومِ شب کی اَذاں ہی سے جاگ اُٹھے ❊ وہ اَور تھے جو وقفِ طُلوعِ سَحَر رہے
تزئینِ زندگی نہیں ۔ سرمایۂ حیات ❊ مقصودِ زندگی سے بھی دِل باخبر رہے
گھِرے نہ ہونے پائیں طلسماتِ رنگ وبُو ❊ افسُونِ خدّ وخال کی لَو مختصر رہے
رُو میں سمٹ نہ جائیں جسموں کے بوجھ سے ❊ اِس رُخ پہ زندگی کے ہمیشہ نظر رہے
آباد ہو رہی ہے عزائم کی شاہراہ ❊ میرے حبیبؐ! میرے وطن پر نظر رہے
اِس آب و گِل کو ہوں وہ عطا پائیداریاں ❊ ہر شمع کو نصیب طُلوعِ سَحَر رہے
مَیں تو حدِ ندامتِ عصیاں تک آگیا ❊ دامن ترے کرم کا بھی کیوں مختصر رہے

تہذیبِ نَو کا جشنِ بہاراں فریب ہے
دُنیا کی ہر حقیقتِ عُریاں فریب ہے

ثاقب زیروی

---

[1] اپنے ایک عزیز کے نام۔

غیر ممکن کو یہ ممکن میں بدل دیتی ہے

احسان سے بندوں کو دیا اذنِ دعا کا ٭ کیا کرتے جو حاصل یہ وسیلہ بھی نہ ہوتا

(محترم محمود مجیب اصغر صاحب راولپنڈی)

(۱)

خدا کے نبیوں کی عجیب شان ہوتی ہے۔ خدا تعالیٰ کو قادرِ مطلق صحیح معنوں میں وہ مانتے ہیں اور مایوسی اُن کے قریب تک نہیں پھٹکتی۔ انبیاء کے ایسے بے شمار واقعات قرآن کریم نے محفوظ کئے ہیں۔

حضرت یعقوبؑ بنی اسرائیل کے نبی گزرے ہیں اُن کا ایک بیٹا یوسفؑ گم کر دیا گیا۔ اُن کے لئے یہ بڑی صبر آزما گھڑی تھی۔ انہیں بتایا یہ گیا کہ یوسفؑ کو بھیڑیا کھا گیا ہے۔ بہرحال انھوں نے یوسفؑ کے ملنے کے لئے دعائیں شروع کر دیں اور مسلسل چالیس سال تک اللہ تعالیٰ سے دعائیں کرتے رہے۔ ابھی یوسفؑ کے لئے دعائیں جاری تھیں کہ دوسرا بیٹا بن یامین بھی گم کر دیا گیا۔ یہ صدمہ حضرت یعقوبؑ کے لئے بڑا ہی تکلیف دہ تھا لیکن انہوں نے اس موقع پر جو الفاظ کہے وہ ایک درد بھری دعا ہے

قَالَ اِنَّمَآ اَشْکُوْا بَثِّیْ وَحُزْنِیْٓ اِلَی اللّٰہِ (یوسف: ۸۷)

کہ میں اپنی پریشانی اور غم کی فریاد اللہ ہی کے حضور کرتا ہوں۔

یہ ایک شدید غم کا اظہار بھی تھا اور دعا بھی۔ تاہم حضرت یعقوبؑ نے کسی انسان کا شکوہ نہیں کیا۔ خدا سے ہی اپنے غم اور پریشانی کی فریاد کی اور اس سے غم سے رہائی کی دعا مانگی۔

دعاؤں کا یہ سلسلہ چالیس برس تک جاری رہا۔ اگرچہ یہ ناممکن تھا کہ چالیس سال سے گم شدہ بیٹا مل جائے لیکن اُن کو اللہ تعالیٰ نے دعا کرنے کا حوصلہ مسلسل اس لئے عطا فرمایا کہ وہ ہر ایک چیز پر خدا تعالیٰ کو قادر سمجھتے تھے اور دعا کے فلسفہ سے پوری طرح واقف تھے اور جب اُن کی دعائیں انتہاء کو پہنچیں تو اُن کو خدا کی طرف سے بشارت دی گئی۔ انھوں نے فرمایا:-

اِنِّیْ لَاَجِدُ رِیْحَ یُوْسُفَ (یوسف: ۹۵)

کہ مجھے تو یوسف کی خوشبو ضرور آ رہی ہے۔

اور بالآخر خدا تعالیٰ نے اُن کی دُعاؤں کو قبول کر کے اُن کے بیٹے یوسفؑ کو اُن سے ملا دیا اور صبر اور دُعا کی اس عظیم داستان کو قیامت تک کے لوگوں کیلئے بطور یادگار محفوظ فرما لیا ؎

تیری درگہ میں نہیں رہتا کوئی بھی بے نصیب
شرط رہ پر صبر ہے اور ترک نامِ اضطرار

---

(۲)

ہمارے سید و مولیٰ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب اللہ تعالیٰ نے مبعوث فرمایا تو شروع میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر بہت قلیل تعداد میں لوگ ایمان لے آئے۔ اکثر نے مخالفت کی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضورؐ کے ابتدائی ماننے والوں کو سخت دُکھ دیئے جن کی تفصیل بیان کرنے سے جسم کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ تین سال تک حضورؐ نے تبلیغ کو مخفی رکھا اور اس کے بعد اعلانیہ تبلیغ کرنی شروع کر دی۔ ادھر قریش مکہ نے حضورؐ اور صحابہؓ کی مخالفت میں منصوبے بنائے اور بڑی اذیتیں پہنچائیں۔ تپتی ریتوں اور سنگلاخ چٹانوں پر خدا کے ان پیارے وجودوں کو گھسیٹا گیا۔ دہکتے کوئلوں پر بعض کو اُس وقت تک لٹا کر دُکھ دیا گیا تاوقتیکہ جسم کی چربی پگھل پگھل کر باہر نکلتی اور کوئلوں کو بُجھا دیتی۔ عورتوں اور بچوں کو بے دردی سے قتل کیا گیا۔ اُن کی جائیدادیں غصب کر لیں اور تبلیغ کے راستے میں رکاوٹیں کھڑی کر دیں۔ حتیٰ کہ کچھ صحابہؓ حضورؐ کی اجازت سے حبشہ ہجرت کر گئے۔ اس کے بعد حالات اور کٹھن ہو گئے اور دُکھوں اور تکلیفوں میں اضافہ کر دیا گیا اور بالآخر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کرنے کا شرمناک منصوبہ بنایا گیا۔

جب آنحضورؐ کے خاندان کے شرفاء حضورؐ اور صحابہؓ کو شعب ابی طالب میں حفاظت کیلئے لے گئے تو اُن سب کا سوشل بائیکاٹ کر دیا گیا۔ کھانے پینے سے اُن کو محروم کر دیا گیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہؓ درختوں کے پتے اور جھاڑیوں کے تنکے کھا کر گزارہ کرتے رہے لیکن اسلام کے پھیلنے سے مایوس نہ ہوئے۔ صحابہؓ کے بچوں نے شدتِ بھوک سے بلک بلک کر جانیں دیں اور دشمن نے قہقہے لگائے حتیٰ کہ اڑھائی تین سال کی یہ قید بھی خدا کی حکمتِ کاملہ سے ختم ہوئی۔ حضورؐ مکہ میں واپس آئے لیکن تبلیغ کے سب دروازے بند تھے۔ نہ کوئی حضورؐ کی بات سُنتا تھا نہ مخالف کسی کو سننے دیتے تھے۔ بالآخر حضورؐ مکہ کو خیرباد کہہ کر پیغامِ حق لے کر طائف تشریف لے گئے۔ وہاں کے ظالموں نے مکہ والوں سے بھی بُرا سلوک کیا۔ اس پاک وجود (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پیچھے غنڈے اور کُتے لگا دیئے جس کے لئے خدا نے یہ زمین و آسمان پیدا کیا تھا مسلسل تین میل تک بدمعاشوں کا یہ گروہ حضورؐ پر پتھر برساتا رہا حتیٰ کہ حضورؐ کا جسم مبارک لہولہان ہو گیا۔ حضورؐ شدتِ تکلیف سے بیٹھ جاتے تو طائف کے غنڈے حضورؐ کو کھڑا کر دیتے اور تالیاں بجاتے اور گالیاں

نکالتے اور دُکھ دیتے اور دھکے مارتے حتیٰ کہ شہر سے
باہر تین میل تک شیطانوں کا یہ جشن جاری رہا اور حضورؐ
نے ایک باغ میں پناہ لی اور اپنے زخم صاف کئے اور
اس حالت میں خدا تعالیٰ سے جو دُعا کی وہ حضرت یعقوبؑ
کی دُعا سے مشابہت رکھتی ہے۔ فرمایا:۔

"اے میرے ربّ! مَیں اپنی کمزوری کی
تیری جناب میں شکایت کرتا ہوں اور
اپنی بے چارگی کا تیرے آستانہ پر
گلہ گزار ہوں۔ میری ذلّت تیری نظر سے
پوشیدہ نہیں۔ جس قدر چاہے سختی کر کہ
مَیں راضی ہوں جب تک تُو راضی ہو جائے
مجھ میں بجز تیرے کچھ قوت نہیں۔"
(سبز اشتہار۔ حاشیہ صفحہ ۱۲)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان مایوس کُن حالات
میں اللہ تعالیٰ سے دعائیں کرتے رہے اور دعاؤں کا
یہ سلسلہ جاری رہا حتیٰ کہ مدینہ والے ایک حج کے موقع
پر اسلام کا پیغام سُن کر گئے اور خدا تعالیٰ نے مدینہ
والوں کو بہت جلد اسلام قبول کرنے کی توفیق دی اور
حضورؐ مکہ سے ہجرت کر گئے اور صبر اور دُعا سے اسلام
کی تبلیغ کا کام جاری رکھا اور بالآخر کئی زلزلوں
اور جان لیوا آزمائشوں کے بعد جس میں کئی مسلمان شہید
ہوتے رہے وہ دن بھی آ گیا کہ مکہ بھی فتح ہو گیا اور
دیکھتے ہی دیکھتے سارا عرب مسلمان ہو گیا۔

مدینہ میں سنہ ۶ھ میں جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کے تبلیغی خطوط کے ذریعہ اسلام کا پیغام عرب سے باہر
نکلا تو دُنیا کی بڑی بڑی طاقتوں نے مدینہ کی حکومت
پر حملہ کر کے اُسے ختم کرنا چاہا۔ کسریٰ فارس نے تو حضور
صلی اللہ علیہ وسلم کی گرفتاری کے احکامات بھی جاری
کر دیئے لیکن بالآخر قیصر اور کسریٰ کی وہ متکبّر عظیم حکومتیں
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خادموں کے ہاتھوں زیر
ہوئیں اور اسلام کی صداقت سے متاثر ہو کر اُن کی رعایا
میں سے اکثر مسلمان ہو گئے اور مکہ کی زمین میں دُکھ
اُٹھانے والے بڑے بڑے عہدوں پر فائز ہوئے
اور دُنیا کا امن اور سلامتی اُن سے وابستہ ہو گئی۔

مکّہ کی تیرہ سالہ زندگی میں ان حالات کو دیکھ کر
کون کہہ سکتا تھا کہ اسلام غالب آئے گا اور محمّد
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کامیاب ہوں گے۔ لیکن
بالآخر یہ ناممکن بات ممکن ہو گئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کی دعاؤں اور صبر کے طفیل

---

(۳)

اسلام کے عالمگیر غلبہ کے بعد ایک بار پھر اسلام
مغلوب ہو گیا۔ عیسائی پادری اور دُنیا کے تمام
لوگ اسلام پر غالب آ گئے۔ اسلام دشمن کے نرغے
میں اُسی طرح گھِر گیا جس طرح موتہ کے میدان میں اسلامی
لشکر رومن عیسائیوں کے لشکر میں گھِر گیا تھا اور
بچنے کی کوئی اُمید نہ تھی اور جس طرح اُس وقت تمام
سپہ سالاروں کی شہادت کے بعد ایک شخص خالدؓ
بن ولید زاویۂ گمنامی سے اُٹھا اور مسلمانوں کی
ازسرِ نو شیرازہ بندی کر کے اُن کو دشمن کے نرغے

سے نکال کو باہر لایا اور اللہ تعالیٰ کے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے "سیف اللہ" کے عظیم الشان لقب سے سرفراز کیا گیا اور پھر ایک وقت آیا کہ اسی خالدؓ بن ولید کی فوجوں کے گھوڑوں کے سُموں کے نیچے قیصر اور کسریٰ کے تاجوں کے پرخچے اڑائے گئے۔ اسی طرح اسلام کی مغلوبیت کے دَور میں جب آگرہ کی شاہی مسجد جیسے خطیب مولوی عماد الدین پادری عماد الدین بن رہے تھے اور عیسائی خانہ کعبہ پر صلیب لٹکانے کے خواب دیکھ رہا تھا اور بزبانِ حال یہ حالت تھی ؎

دشمنِ شیطاں کے نرغے میں جہاں ہے گھر گیا
بات مشکل ہو گئی قدرت دکھا لے میرے یار

ایک شخص زاویۂ گمنامی سے اُٹھا اور اسلام کی خدمت کے لئے کمربستہ ہُوا۔ اُس وقت جب دشمن کی یلغار اسلام پر اعتراضوں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہؓ اور ازواج مطہراتؓ پر گالیوں اور اتہام کی شکل میں ہو رہی تھی وہ شخص خدا کے آستانہ پر سرنگوں تھا اور مایوسی اُس کے قریب تک نہ پھٹکتی تھی اور وہ حضرت یعقوبؑ کی طرح کہہ رہا تھا ؎

آ رہی ہے اب تو خوشبو میرے یوسف کی مجھے
گو کہو دیوانہ مَیں کرتا ہوں اس کا انتظار

اُس کی دُعاؤں سے دشمن کی یلغار رُک گئی اور دُنیا ایک نئے رنگ میں آنے لگی۔ جس کی کوششوں کے نتیجہ میں آج ساری دُنیا میں تبلیغ کا کام جاری ہے دُعائیں ہو رہی ہیں اور دُعائیں قبول ہو رہی ہیں۔ ہم نے قبولیت کے آثار اُفق پر نمودار ہوتے دیکھ لئے ہیں۔ دُنیا کے کونے کونے میں اسلام کی فتح کے آثار نمایاں ہو رہے ہیں لیکن اس کے لئے صبر اور دعاؤں کی اسی طرح ضرورت ہے جس طرح حضرت یعقوبؑ نے اپنے بیٹے یوسفؑ کی تلاش میں صبر اور دُعائیں کی تھیں۔

---

(۴)

دُعا کے بارہ میں حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ اپنی جماعت کو کیا خوب نصیحت فرماتے ہیں:-

"جب تم دُعا کرو تو اُن جاہل نیچریوں کی طرح نہ کرو جو اپنے ہی خیال سے ایک قانونِ قدرت بنا بیٹھے ہیں جس پر خدا کی کتاب کی مُہر نہیں۔ کیونکہ وہ مردُود ہیں۔ اُن کی دُعائیں ہرگز قبول نہیں ہوں گی۔ وہ اندھے ہیں سوجاکھے وہ مُردے ہیں نہ زندے۔ خدا کے سامنے اپنا تراشیدہ قانون پیش کرتے ہیں اور اُس کی بے انتہا قدرتوں کی حدبست ٹھہراتے ہیں اور اُس کو کمزور سمجھتے ہیں۔ سو اُن سے ایسا ہی معاملہ کیا جائے گا جیسا کہ اُن کی حالت ہے۔ لیکن جب تُو دُعا کے لئے کھڑا ہو تو تجھے لازم ہے کہ یہ یقین رکھے کہ تیرا خدا ہر ایک چیز پر قادر ہے تب

تیری دُعا منظور ہوگی اور تُو خدا کی قدرت کے عجائبات دیکھے گا جو ہم نے دیکھے ہیں۔ اور ہماری گواہی رویت سے ہے نہ بطور قصہ کے۔ اُس شخص کی دُعا کیونکر منظور ہو اور خود کیونکر اُس کو بڑی مشکلات کے وقت جو اس کے نزدیک قانونِ قدرت کے مخالف ہے دُعا کرنے کا حوصلہ پڑے جو خدا کو ہر ایک چیز پر قادر نہیں سمجھتا۔ مگر اے سعید انسان تُو ایسا مت کر۔ تیرا خدا وہ ہے جس نے بے شمار ستاروں کو بغیر ستون کے لٹکا دیا اور جس نے زمین و آسمان کو محض عدم سے پیدا کیا۔ کیا تُو اُس پر بدظنی رکھتا ہے کہ وہ تیرے کام میں عاجز آ جائیگا۔"

(کشتی نوح صفحہ ۱۹)

پھر فرمایا :-

"تمہارے ہر کام میں خواہ دُنیا کا ہو خواہ دین کا خدا سے طاقت مانگنے کا اور توفیق مانگنے کا سلسلہ جاری رہے لیکن نہ صرف خشک ہونٹوں سے بلکہ چاہیئے کہ تمہارا سچ مچ یہ عقیدہ ہو کہ ہر ایک برکت آسمان سے ہی اُترتی ہے۔ تم راستباز اُس وقت بنو گے جب کہ تم ایسے ہو جاؤ کہ ہر ایک کام کے وقت، ہر ایک مشکل کے وقت قبل اس کے جو تم کوئی تدبیر کرو اپنا دروازہ بند کرو اور خدا کے آستانہ پر گرو کہ ہمیں مشکل پیش ہے اپنے فضل سے مشکلکشائی فرما تب رُوح القدس تمہاری مدد کرے گی اور غیب سے کوئی راہ تمہارے لئے کھولی جائیگی۔"

(کشتی نوح صفحہ ۲۱)

محترم صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب نے ایک فیملی (جو بیرونِ ملک اقامت پذیر ہے) کو ایک خط تحریر فرمایا ہے۔ افادۂ عام کے لئے اس خط کا ایک اقتباس ہدیۂ قارئین ہے۔ اللہ تعالٰے ہمارے بھائیوں کو جو بیرونِ ملک مقیم ہیں دُنیا کی حسنات کے ساتھ اُسی نسبت سے بلکہ بڑھا چڑھا کر حسناتِ آخرت بھی عطا فرمائے اور حافظ و ناصر ہو۔ (ادارہ)

یورپ میں رہائش پذیر احمدیوں کے بارہ میں بھی اس پہلو سے فکر لاحق ہوتی ہے۔ لیکن دو سال قبل امریکہ کی سیر کا جو موقعہ ملا اس کے نتیجہ میں میں سمجھتا ہوں کہ جیسی تباہ کن مسموم فضا امریکہ میں ہے دُنیا کے پردہ پر اور کہیں نہیں۔ چین اور روس میں رہائش پذیر بیرونی خاندان چونکہ ماحول سے کٹ کر اپنی ہی دُنیا میں رہتے ہیں اور مُلکی ماحول خود انہیں سمٹ کر الگ رہنے پر مجبور کر دیتا ہے لہٰذا کوئی حقیقی خطرہ درپیش نہیں ہوتا۔ لیکن امریکی تہذیب ہر بیرونی عنصر کو بڑی قوت کے ساتھ جذب کرنے کی کوشش کرتی ہے اور مادر پدر آزاد ہے۔

جہاں اشتراکی نظام افراد کو حد سے زیادہ زنجیروں میں جکڑ کر بے دست و پا کر دیتا ہے اور انفرادیت پر موت سی وارد کر دیتا ہے وہاں اس کے برعکس امریکی نظام دوسری انتہا پر ہے۔ اور فرد کی آزادی کا تصور ایسا بے روک ٹوک اور بے مہار ہے کہ ہر قسم کی مذہبی اور روائیتی اور تہذیبی اور تمدنی قدروں کے بندھن کاٹ دیتا ہے۔ بڑی عمر کے لوگ جو اپنی عادات میں پختہ ہونے کے بعد وہاں جاتے ہیں اُن کو بھی خطرہ تو ہوتا ہے لیکن اتنا زیادہ نہیں۔ مگر نئی نسلوں کو تو یہ آزادی کا غلط ماحول کہیں کا نہیں رہنے دیتا۔ مذہبی اور مشرقی اقدار کا پلیٹ فارم ہی اُن کے پاؤں تلے سے نکل جاتا ہے اور کچھ عرصہ کے بعد وہ اپنے ماں باپ کو اگلے وقتوں کے لوگ سمجھنے لگتے ہیں جن کی سُنی تو جاسکتی ہے مانی نہیں جاسکتی۔ پس جب جائیں تو ان خطرات کے خلاف دفاع کی پوری تیاری کرکے جائیں جس کے لئے اختصار سے حسب ذیل ذرائع اختیار کرنے کا مشورہ دیتا ہوں:۔

۱۔ بچوں کو گھر میں اپنی زبان بولنے پر مجبور کریں اور ہرگز اس بات پر فخر نہ کریں کہ بس انگریزی جانتے ہیں اُردو نہیں آتی۔ یا سمجھ تو لیتے ہیں بول

ٹھیک طرح نہیں سکتے۔ لکھنا پڑھنا تو بالکل نہیں آتا۔

جب ماں باپ فخر سے ایسی باتیں کرنے لگتے ہیں تو اپنے بچوں کے پاؤں پر پہلی کلہاڑی مارتے ہیں اور بات یہیں ختم نہیں ہو جاتی۔

۲۔ بچپن ہی سے اردو میں مذہبی کتب کے مطالعہ کا سامان اور وقت فراہم کریں اور سکول کی پڑھائی کی راہ میں حائل نہ ہونے دیں۔ مناسب وقت ہو لیکن باقاعدہ دیا جائے۔

۳۔ کچھ نہ کچھ اردو ادب سے بھی رابطہ قائم رکھیں۔

۴۔ بلاناغہ قرآن کریم کی تلاوت کی عادت ڈالیں اور تفسیر صغیر کی مدد سے ترجمہ کے ساتھ سمجھ کر پڑھنے کی عادت ڈالیں۔

۵۔ اللہ تعالیٰ کا ذکر محبت اور پیار کے ساتھ ہر مناسب موقعہ پر کرتی رہیں۔ جب بھی کسی چیز سے متاثر ہوں یا لطف اندوز ہوں ذہن خدا تعالیٰ کی طرف پھیر دیں۔

۶۔ بچپن سے دعا کی عادت ڈالیں اور ساتھ خود بھی دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ رحم فرماتے ہوئے معصوم بچوں کی دعائیں قبول فرمائے تاکہ ان کو بچپن ہی سے اس کے ساتھ روحانی تعلق پیدا ہو جائے۔

۷۔ قرآن کریم کی ایسی آیات چن کر جو خاص طور پر اللہ تعالیٰ اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت پیدا کرنے والی ہوں ان کو توجہ اور خوش الحانی کے ساتھ یاد کروائیں۔

۸۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرتِ طیبہ کے پُر اثر واقعات وقتاً فوقتاً سناتی رہیں۔

۹۔ انبیاء علیہم السلام کے واقعات جو قرآن کریم نے بیان فرمائے ہیں کہانیوں کی شکل میں بیان فرماتی رہیں۔

۱۰۔ چھوٹی چھوٹی احادیث یاد کروائیں جو خاص طور پر اخلاقی تعلیم کو دلوں میں جاگزیں کرنے والی ہوں۔

۱۱۔ حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کی سیرت، آپ کا مقام اور مشن ان پر اچھی طرح واضح کرتی رہیں خصوصاً کسرِ صلیب کے عظیم الشان کارنامہ پر تواتر سے اور بار بار روشنی ڈالیں کہ عقیدہ صلیب کے خلاف اس کی یقینی فتح کا تصور ان کے دل میں جاگزیں ہو جائے۔

۱۲۔ دُرِّ ثمین سے چیدہ چیدہ بعض اشعار خوش الحانی سے یاد کروائیں۔

۱۳۔ بنی نوع انسان کی محبت پیدا کریں اور وقتاً فوقتاً یاد کرواتی رہیں کہ وہ امریکن دولت اور عیاشی کے مقابل پر پسماندہ ممالک کی سسکتی ہوئی انسانیت کو بھی دیکھتے رہیں۔

۱۴۔ دنیا کی بے ثباتی اور دنیاوی لذتوں کے کھوکھلے پن کو ظاہر کر کے یہ سمجھاتی رہیں۔ اصل لذت وہی ہے جو نیک کاموں سے حاصل ہوتی ہے اور کردار کی عظمت اور ذہنی آزادی ہی اصل آزادی ہے انسان کسی وقتی ماحول سے متاثر ہوتے بغیر کسی

مسئلہ کے ہر پہلو کو دیکھ کر آزادانہ فیصلہ کرنے کا اہل ہو تو وہی انسان دراصل خود مختار اور آزاد کہلا سکتا ہے۔

۱۵۔ عظمتِ کردار کا احساس زندہ رکھنے کے لیئے اور ذہن کو مغربیت کی غلامی سے بچانے کے لیئے اور اللہ کے سوا کسی دوسرے کی رائے کی پرواہ نہ کرنے کی عادت ڈالنے کے لیئے عورتوں کیلئے مغربی ممالک میں رہ کر پردہ کرنا ایک بے مثل نسخہ ہے، جسے یہ نصیب ہو جائے وہ آزاد رہتا ہے جسے یہ نصیب نہ ہو وہ رفتہ رفتہ کھسکتا ہوا اُن دھاروں میں بہہ جاتا ہے جہاں سے کسی کو واپس ہوتے ہوئے نہیں دیکھا گیا۔ اِلّا ماشاء اللہ

بے پردہ مائیں اگر خود زیادہ دُور نہ بھی جائیں تو اولاد بہتے بہتے بہت دُور نکل جاتی ہے یہانتک کہ نیکی کی آوازیں بھی انہیں سُنائی نہیں دیتیں۔

۱۶۔ خود بھی نظامِ جماعت سے وابستہ رہیں اور بچوں کو بھی وابستہ رکھیں۔ مرکزی نظام سے بھی اور ذیلی تنظیموں سے بھی۔

۱۷۔ چندوں میں دل کھول کر حصّہ لیں اور بچوں سے بھی دلوائیں۔

۱۸۔ اگر خدا توفیق دے تو ہر سال بچوں کو جلسہ پر لیکر آئیں۔ اگر یہ تکلیف مالایطاق ہو تو دو سال میں ایک دفعہ آنے کی کوشش کریں۔

۱۹۔ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ کو خود بھی دُعا کے خطوط لکھتی رہیں اور بچوں سے بھی لکھواتی رہیں۔

۲۰۔ مقامی احمدیوں سے خصوصاً افریقنوں سے بہت زیادہ شفقت کا تعلق رکھیں اور اُن کے بچوں سے بھی پیار کریں۔ باوجود اس کے کہ معاشی اور تہذیبی لحاظ سے آپ اُن میں سے بہتوں کو اپنے سے کم تر پائیں گی اور عادات کا اختلاف بھی دل پر گراں گزرے گا مگر خدا تعالیٰ کی خاطر دل پر جبر کر کے بھی اُن سے میل ملاپ رکھیں اور اُن کی خدمت کے مواقع تلاش کرتی رہیں۔ انہیں برابری کا نہیں عزّت کا مقام دیں۔

یہ لوگ صدیوں سے ظلم کا شکار رہ کر بے اعتنائی کے نہیں خاص شفقت کے محتاج ہیں۔ بہت سے دوسرے بے شعور پاکستانیوں کی طرح ان سے وہ سلوک نہ کریں جو انگریز اپنے عروج کے زمانہ میں ہندوستانیوں سے کیا کرتا تھا۔ اس قسم کا جاہلانہ تکبّر خدا تعالیٰ کو پسند نہیں اور دین کی اشاعت کی راہ میں تو شدید روکیں پیدا کر دیتا ہے۔

۲۱۔ آخری بات پھر وہی جو ایک دفعہ پہلے عرض کر چکا ہوں دُعا کریں، دُعا کریں، دُعا کریں انکسار اور عاجزی کے ساتھ اور بچوں کو بھی انکسار اور عاجزی کے ساتھ دُعا کی عادت ڈالیں۔

اللہ تعالیٰ آپ کا حافظ و ناصر ہو۔ انکسار کے باوجود اپنی اس عظمت کا احساس نہ مٹنے

دیں کہ آپ خدا والے لوگ ہیں اور بے خدا دُنیا
والے۔ آپ نے اُن کی تقدیر بدلنی ہے نہ کہ
اُنھوں نے آپ کی۔

اِن سب ذرائع کے باوجود اگر بچوں
کے دین کے لئے خطرہ محسوس کریں تو دُنیا کی
دولت کے مُنہ پر تھوکتی ہوئی پاکستان واپس
آجائیں۔ حقیقی طمانیتِ قلب دولت میں نہیں
بلکہ تعلق باللہ میں ہے۔ خدا تعالیٰ آپ کے
ساتھ ہو۔

امریکہ انسان کو بہت کچھ عطا بھی کرتا ہے
لیکن بہت کچھ چھین بھی لیتا ہے۔ عارضی قدریں
دیتا ہے تو مستقل قدریں چھین لیتا ہے۔

بکثرت والدین مَیں نے ایسے دیکھے جو دُنیا کے
لحاظ سے بیسیوں گنا بہتر حال میں تھے اور بظاہر
ایک بڑی پُر لطف جنّت میں بس رہے تھے لیکن
غیر محسوس طور پر سرکتے خود بھی مادیت کی طرف
بڑھ رہے تھے اور اولاد تو کلیۃً ہاتھ سے نکل چکی
تھی۔ اُن کی آنکھوں میں مذہب سے بیگانگی اور استغنا
پایا جاتا تھا اور ایک ایسی غلط اندازِ نگاہ جو ہر ایسے
شخص کے لئے سراپا "سم" تھی جو برداشت نہیں
کر سکتے کہ مخلص ماں باپ اور بزرگ آباؤ اجداد
کی نسلیں مادہ پرستی اور دہریت کا شکار ہو جائیں،
مجھے یُوں محسوس ہوتا تھا جیسے امریکہ نے والدین کو
عارضی اور حقیر دُنیاوی دولت دیکر لعل و جواہر سے
بڑھ کر قیمتی بچے خرید لیے ہیں۔ پس اولاد کو بیچ کر
دُنیا کمانے کا یہ نظارہ میرے لیے سوہانِ رُوح بن گیا
اور امریکہ سے بہت بیزار اور دل برداشتہ ہو کر
لوٹا۔ اِس صورتِ حال میں استثنا بھی تھے۔ کئی
والدین دن رات اپنی اولاد کے لئے دُعائیں کرنے
والے اور اُن کی تربیت میں کوشاں بھی پائے اور
اُن کے اِس خلوص کا بڑا نیک اثر بھی اُن کے بچوں پر
دیکھا لیکن امریکہ مادیت کا ایک ٹھاٹھیں مارتا ہُوا
شور سمندر ہے جس کا کنارہ دکھائی نہیں دیتا سوائے
اس کے کہ مضبوط تعلق باللہ کسی فرد یا اُس کے خاندان
کو بچالے انفرادی کوشش بے پناہ طوفانی تھپیڑوں
کے مقابل پر بے بس اور بے اثر دکھائی دیتی ہے۔

پس اُن احمدیوں کی حالت بھی قابلِ رحم دکھائی
دیتی ہے جنہوں نے اپنی اولاد کو بچانے کے لئے گھر میں
تربیتی ماحول پیدا کر کے چھوٹے چھوٹے لائف ریفٹس
(Life Raft) بنا رکھے ہیں پھر بھی ان کے بعض بچے
انہیں زبانِ حال سے یہ کہتے سُنائی دیتے ہیں کہ ؎

درمیانِ قعرِ دریا تختہ بندم کردہ ای
بازمی گوئی کہ دامن تر مکن ہوشیار باش

امریکہ میں بسنے والے احمدیوں کے لئے یہ بھی ضروری ہے
کہ بچپن ہی سے اپنی اولاد کو نظامِ جماعت سے وابستہ رہنے
اور نظامِ جماعت سے خادمانہ تعلق قائم رکھنے کی عادت
ڈالیں۔ ناصرات اور اطفال اور خدام اور لجنہ کی تنظیمیں
بچوں اور نوجوانوں کے لئے آبِ حیات کا حکم رکھتی
ہیں اگر ان کے تقاضوں کو پُورا کیا جائے ٭

موازنۂ مذاہب
(قسط دوم)

قرآن کریم اور دیگر شرائع کا موازنہ

(محترم چوہدری ہادی علی صاحب مربّی سلسلہ احمدیہ)

شارعین علیہم السّلام

اللہ تعالیٰ نے جن پاک ہستیوں پر یہ شرائع نازل فرمائیں اور انہیں برگزیدہ کیا اب اُن کا تذکرہ کیا جائیگا۔

★ ــــ ہندوؤں کے انبیاء کی تاریخ محفوظ نہیں اس لیئے ان کے مقام کے بارہ میں کچھ نہیں کہا جاسکتا البتہ ان کا عقیدہ ہے کہ ابتداء میں نامعلوم رشیوں پر وید نازل ہوئے۔

اس کے علاوہ انبیاء یا اوتاروں کے بارہ میں اُن کا یہ عقیدہ ہے کہ خدا تعالیٰ مختلف اوتاروں کی شکل میں دُنیا میں ظہور فرماتا ہے۔ بالخصوص ایک دیوتا "وِشنو" (اس کے تین قدم ہیں۔ ایک آسمان میں، ایک فضا میں اور ایک زمین میں، اور یہ تینوں قدم وہ انسانوں کے فائدہ کے لئے اُٹھاتا ہے)۔ اس کا بار بار ظہور ہوتا ہے ـــــ پہلے بہت سے اوتار دُنیا میں ہوتے رہے ہیں اور اب تک ۱۹ اوتار دُنیا میں آچکے ہیں۔ رام چندر جی ہندوؤں کے ایک عظیم راہنما اور ہادی ہوئے ہیں۔ یہ اُن کے ساتویں اوتار ہیں۔ سب سے بڑے اوتار کا نام پورن اوتار ہے اور یہ حضرت کرشن ہیں۔ حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ فرماتے ہیں:۔

"ایک مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دوسرے ملکوں کے انبیاء کی نسبت سوال کیا گیا تو آپؐ نے یہی فرمایا کہ ہر ایک ملک میں خدا تعالیٰ کے نبی گزرے ہیں اور فرمایا کَانَ فِی الْھِنْدِ نَبِیًّا اَسْوَدَ اللَّوْنِ اِسْمُہٗ کَاھِنًا یعنی ہند میں ایک نبی گزرا ہے جو سیاہ رنگ کا تھا اور نام اس کا کاہن تھا یعنی کنہیا جس کو کرشن کہتے ہیں۔"

(چشمۂ معرفت)

نیز حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ فرماتے ہیں:۔

"راجہ کرشن جیسا کہ میرے پر ظاہر کیا گیا ہے درحقیقت ایسا کامل انسان

تھا جس کی نظیر ہندوؤں کے کسی رشی
اور اوتار میں نہیں پائی جاتی۔ وہ اپنے
وقت کا اوتار یعنی نبی تھا جو خدا کی طرف
سے فتح مند اور با اقبال تھا جس نے
آریہ ورت کی زمین کو پاپ سے پاک
کیا۔ وہ اپنے زمانہ کا درحقیقت نبی تھا
جس کی تعلیم کو پیچھے سے بہت باتوں میں
بگاڑ دیا گیا۔ وہ خدا کی محبت سے پُر
تھا اور نیکی سے دوستی اور شر سے دشمنی
رکھتا تھا۔" (لیکچر سیالکوٹ)

★ ـــ یہودی شریعت حضرت موسیٰ علیہ السلام پر
نازل ہوئی۔ آپ بنی اسرائیل کے جلیل القدر نبی تھے
اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بیٹے حضرت اسحاق
علیہ السلام کی نسل میں سے تھے ـــ آپ دعائے ابراہیمی
کے نتیجہ میں حضرت اسحاقؑ پر کئے جانے والے انعامات
اور خدائی وعدوں کے مطابق پیدا ہوئے اور جب فرعون
نے بنی اسرائیل پر ظلم و استبداد کی انتہا کر دی اور سزاؤں
اور تکالیف کی چکی میں پس رہے تھے، اُن کے در و دیوار
نوحہ کناں تھے، کوئی پیرہن بریدہ تھا تو کوئی جگر دریدہ۔
الغرض یہ ایک ایسا قصہ ہے جس میں جور و ستم کی
یادیں، غم و اندوہ کی فریادیں اور دردِ دل کی خونچکاں
داستانیں مضمر ہیں۔ ماؤں کے سامنے اُن کے خون
جگر سے پالے ہوئے بیٹوں کو ذبح کرنا کوئی کم ظلم
نہیں ـــ
آخر بنی اسرائیل کے پُرسوز نالوں اور دلدوز
فریادوں نے عرشِ بریں تک رسائی کی اور خدا تعالیٰ
نے اُن کی مصیبت کو دُور کرنے کا ارادہ کیا اور حضرت
موسیٰ علیہ السلام کو اُن کے لئے نجات دہندہ کے طور پر
مبعوث کیا۔ آپ اُن کے خزاں رسیدہ غنچۂ دل
کے لئے بادِ بہاراں اور ابرِ رحمت بن کر آئے۔ اُن کی
شبِ حرماں، صبحِ درخشاں میں بدل گئی۔

خدا تعالیٰ نے آپ کو اُس زمانہ کے لحاظ سے
عظیم شریعت دی۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

إِنَّا أَنْزَلْنَا التَّوْرٰىةَ فِيْهَا هُدًى
وَّنُوْرٌ يَحْكُمُ بِهَا النَّبِيُّوْنَ
الَّذِيْنَ أَسْلَمُوْا لِلَّذِيْنَ هَادُوْا
وَالرَّبَّانِيُّوْنَ وَالْأَحْبَارُ (المائدہ آیت ۴۵)

کہ ہم نے تورات کو یقیناً ہدایت اور
نور سے بھرپور اُتارا تھا۔ اس کے ذریعہ
سے انبیاء جو ہمارے فرمانبردار تھے اور
عارف اور علماء یہودیوں کے لئے فیصلے
کیا کرتے تھے۔

توریت صرف بنی اسرائیل کے لئے تھی۔ فرمایا:۔

وَجَعَلْنٰهُ هُدًى لِّبَنِيْٓ إِسْرَآءِيْلَ
(السجدہ آیت ۲۴)

کہ ہم نے اس کتاب کو بنی اسرائیل
کے لئے ہدایت بنایا تھا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرعون کا مقابلہ کیا۔
جس سے قصرِ بیداد کی دیواریں گر گئیں، وہ غرق ہوا
اور موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کو لے کر موعودہ سرزمین

فلسطین کی طرف روانہ ہوئے لیکن بنی اسرائیل کی نافرمانیوں اور بدعہدیوں کے سبب موعودہ سرزمین تک نہ پہنچ سکے۔ راستے میں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے وفات پائی اور بعد میں آپؑ کے جانشین یوشع بن نون نے موعودہ سرزمین کو فتح کیا۔

اس غلبہ کے بعد یہود پر تباہیوں کا ایک دَور آیا اور متعدد انبیاء بھی مبعوث ہوئے جنہوں نے ایک ایسے وجود کی آمد کا مژدہ سنایا تھا جس نے یہود کی کھوئی ہوئی عظمت کو بحال کرنا تھا اور اُن کے ایمان کی خشک کھیتی کو آبِ عرفان سے سرسبز کرنا تھا۔ یہ بابرکت وجود حضرت عیسیٰ علیہ السلام تھے۔

★ —— حضرت عیسیٰ علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام سے تقریباً چودہ سو سال بعد مبعوث ہوئے لیکن یہود نے اپنی سنگدلی اور بدبختی کے باعث آپؑ کو قبول نہ کیا اور سخت مخالفت کی۔ آپؑ کے متبعین اور آپؑ پر ظلم و جَور کا ایک نیا باب کھول دیا۔ سقف و بام سے نفرت و حقارت ٹپکنے لگی —— آخر عیسیٰ علیہ السلام کے بعد عیسائیت کو ایک علیحدہ مذہب بنا دیا گیا۔ حالانکہ آپؑ نے فرمایا تھا:-

"یہ نہ سمجھو کہ مَیں توریت یا نبیوں کی کتابوں کو منسوخ کرنے آیا ہوں۔ منسوخ کرنے نہیں بلکہ پورا کرنے آیا ہوں۔"

(متی باب ۵ آیت ۱۷)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت کیسی تھی اور کس غرض کے لئے آپ مبعوث ہوئے وہ آپؑ نے خود بتا دی

—— لیکن ایک مسیحی آر۔ایم۔ واعظ لکھتا ہے:-

"مسیح کی صلیب مسیحی مذہب کی بنیاد ہے۔ اگر صلیب کا واقعہ مسیحی مذہب سے نکال دیا جائے تو مسیحی مذہب کا خاتمہ ہے۔ مسیح کے مخالفوں نے اس کی صلیب کو اس کی شان کے خلاف سمجھا۔ اور کئی طرح اس سے انکار کیا۔ کسی نے کہا وہ مصلوب ہوا ہی نہیں۔ کسی نے کہا اُس کا جسم نوری تھا صلیب ایک دھوکا رہا ہے۔ بعض کہتے ہیں مصلوب ہوا مگر مرا نہیں۔ ایسے لوگ سب مسیح کے مخالف ہیں۔ جب خداوند یسوع نے اپنے مصلوب ہونے کی خبر رسولوں کو دی تو پطرس نے جھنجھلا کر کہا "اے خداوند تجھ سے یہ ہرگز نہ ہوگا" خداوند مسیح نے اس سے کہا "اے شیطان دُور ہو" شیطان نے پطرس کے ذریعہ خداوند کے سامنے ٹھوکر کھانے کا پتھر رکھا۔ خداوند مسیح کی آمد کی غرض ہی تصلیب تھی کیونکہ اس کے بغیر نجات ناممکن تھی۔ مسیح مصلوب ہوا۔ دنیا کی نجات ہوئی۔ اس بات کا جاننا سمجھنا اور ماننا ہر ایک مسیحی پر فرض ہے اور نجات بخش ایمان یہی ہے کہ مسیح ہمارے گناہوں کے لئے مُوا

اور دفن ہوا اور تیسرے دن مُردوں میں جی اُٹھا۔" (بیشن لفظ "مسیح مصلوب" از پادری بوٹا مل)

مسیح کے آنے کی یہ غرض نہ تھی کہ وہ مصلوب ہوں کیونکہ وہ تو "ایلی ایلی لما سبقتانی" کی دُعا انتہائی تضرّع و ابتہال، گریہ وزاری اور آہ و فغاں کے ساتھ موت سے بچنے کے لئے کرتے تھے اور بعثت کی غرض شریعت کو پُورا کرنا تھی۔ وغیرہ وغیرہ

باقی رہا یہ کہ وہ مصلوب ہوئے یا نہیں؟ ایک بے بنیاد اور باطل عقیدہ ہے۔ جتنا اس کے اندر جھانکیں اس کی تاریکی و تیرگی اتنی ہی زیادہ گہری ہوتی جاتی ہے ـــــ اس عقیدہ کا بطلان حکم وعدل حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ نے قرآن کریم، احادیث، الہامات، کتابِ مقدس اور تواریخ کے ذریعہ ثابت کر دیا اور اس امر کی طرف توجہ مبذول کرائی بلکہ درحقیقت وا کر دیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ہجرت کی اور ہندوستان تشریف لائے اور کشمیر میں وفات پائی اور سرینگر محلہ خانیار میں مدفون ہیں ـــــ اور بالآخر سائنسی انکشافات نے اس کی تصدیق کی۔

بہرحال مَا الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ إِلَّا رَسُولٌ وہ صرف ایک رسول تھے۔ آپ نے پیشگوئی کی تھی کہ وَمُبَشِّرًا بِرَسُولٍ يَأْتِي مِنْ بَعْدِي اسْمُهُ أَحْمَدُ۔ یہ احمدؐ کون ہیں؟ آپ کا مقام کیا ہے؟ اس کا ذکر ذیل میں ملاحظہ فرمائیں۔

★ ـــــ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وہ وجود باجود ہیں جو تمام انبیاء کی روشنی تھے اور تمام انبیاء کی نبوتیں آپؐ کے فیضان کے نتیجہ میں اُن کو ملیں۔ اسی لئے حضرت ابراہیم، حضرت موسیٰ، حضرت یسعیاہ، حضرت حبقوق، حضرت سلیمان، حضرت دانیال اور حضرت مسیح علیہم السلام نے آپؐ کی آمد کی بشارات دیں۔

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:-

إِنِّي خَالِقٌ بَشَرًا مِّن طِينٍ ۝ فَإِذَا سَوَّيْتُهُ وَنَفَخْتُ فِيهِ مِن رُّوحِي فَقَعُوا لَهُ سَاجِدِينَ ۝

(ص آیت ۷۳)

کہ میں ایک انسانِ کامل پیدا کرونگا پھر تمام بشری کمالات وصفات اس میں رکھنے کے بعد اس میں اپنی رُوح کامل طور پر پھونک کر اسے اپنی صفات اور اپنے جلال وجمال کا تجلّی گاہ بناؤں گا۔ پھر اے تمام فرشتو تم بھی اور تمہارے ساتھ تمام کائنات بھی کامل طور پر اس کی خدمت میں لگ جانا۔

یہ بشر جن کی تخلیق کا ذکر ہے حضرت آدم علیہ السلام نہیں کیونکہ آپ کا نہ کامل تسویہ ہوا اور نہ آپ کی ذات میں بشریت بھی اپنے کمال کو پہنچی اور نہ ہی وہ خدا تعالیٰ کی رُوح کا کامل تجلّی گاہ تھا ـــــ حضرت آدم علیہ السلام کو جو فرشتوں نے سجدہ کیا وہ تو اس

نورِ محمدی کی وجہ سے تھا جس کی ادنیٰ جھلک فرشتوں کو آدمؑ میں نظر آئی تھی۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام عظیم الشان نبی تھے۔ لیکن محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان دیکھئے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام جیسا نبی بھی آپؐ کی شاگردی اور اتباع کو اپنے لئے شرف اور سعادت سمجھتا ہے۔ قرآن کریم میں آتا ہے:۔

قَالَ لَهٗ مُوْسٰى هَلْ اَتَّبِعُكَ عَلٰٓى اَنْ تُعَلِّمَنِ مِمَّا عُلِّمْتَ رُشْدًا ۝ (کہف آیت ۶۷)

کہ موسیٰ علیہ السلام نے (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے) کہا۔ کیا میں آپ کے ساتھ چل سکتا ہوں کہ جو علم آپ کو عطا ہوا ہے اس میں سے کچھ رُشد کی باتیں مجھے بھی سکھائیں۔

حدیث میں آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جب حضرت موسیٰؑ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان بتائی تو آپؑ نے عرض کی:۔

"رَبِّ اجْعَلْنِیْ نَبِیَّ تِلْكَ الْاُمَّةِ"

کہ اے میرے رب مجھے اس اُمّت کا نبی بنا دیجئے۔ (الخصائص الکبریٰ والمواہب اللدنیہ ص۲۲۵)

اور وہ جلوہ جو موسیٰ علیہ السلام نے طور پر دیکھا تھا وہ بھی وہی جلوہ محمدی تھا ___ کیونکہ خدا تعالیٰ نے جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اپنے اس جلوہ کے بارہ میں بتایا جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ظاہر کرنا تھا تو موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی رَبِّ اَرِنِیْ اَنْظُرْ اِلَیْكَ کہ اے میرے رب مجھے وہ نظارہ دکھا کہ تُو کس طرح محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ظاہر ہوتا ہے تب خدا تعالیٰ نے فرمایا لَنْ تَرَانِیْ کہ تُو مجھے اس جلوہ میں نہیں دیکھ سکتا۔ جب موسیٰ علیہ السلام نے اصرار کیا تو اس جلوہ کی ایک جھلک خدا نے پہاڑ (طُور) پر ظاہر کی تو اس پہاڑ کا دل بھی دہل گیا اور وہ پاش پاش ہوگیا۔ اور وہ جلوہ اس قدر زبردست تھا کہ موسیٰ علیہ السلام اس کی تاب نہ لاکر بیہوش ہوگئے۔ لیکن رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دل میں پہاڑوں کی بلندی اور استقامت سے بڑھ کر رفعت و استقامت اور عزم پایا جاتا تھا کہ خدا نے آپؐ پر اپنے جلوے کا پوری شان و شوکت سے اظہار کیا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے خدا کو دیکھنے کی خواہش نہیں کی تھی کہ "اے میرے رب میں تجھے دیکھوں" کیونکہ آپؑ "وادیٔ طویٰ" میں خدا تعالیٰ کا جلوہ ملاحظہ کر چکے تھے۔ اس جگہ اُن کا یہ مطالبہ درست نہیں ہوسکتا کہ آپؑ نے خدا کو دیکھنے کا ارادہ ظاہر کیا تھا، بلکہ یہاں اُس جلوہ کے دیکھنے کا مطالبہ تھا جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ظاہر ہونا تھا۔

پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب انبیاء کے سردار ہیں اور ہمیشہ کی روحانی زندگی والے اور جلال اور تقدس کے تخت پر بیٹھنے والے ہیں اور ~

محمدؐ عربی بادشاہ دوسرا
کرے ہے روح اقدس جس کے در کی دربانی
اسے خدا تو کہہ نہ سکوں پہ کہتا ہوں
کہ اس کے مرتبہ دانی میں ہے خدا دانی

مخلوقِ خدا (دشمنوں اور غیروں) کے بارہ میں تعلیم

خدا کے بندوں کے بارہ میں یہ شرائع کیا تعلیم دیتی ہیں۔ اس جگہ صرف یہ دیکھا جائے گا کہ یہ شرائع غیروں اور دشمنوں وغیرہ سے کیا سلوک روا رکھتی ہیں اور ان کے بارہ میں کیا تعلیم دیتی ہیں ——— کیونکہ اپنوں سے تو ہر کوئی محبت رکھتا ہے اور اچھا سلوک کرتا ہے۔

ہندو مذہب میں دشمنوں اور مخالفوں کو صفحۂ ہستی سے مٹا دینے کی تعلیم ہے۔ مثلاً:۔

— دھرم کے مخالفوں کو زندہ آگ میں جلا دو۔
(یجروید۔ ادھیائے ۱۳، منتر ۱۲)

— دشمنوں کے کھیتوں کو اُجاڑ دو یعنی گائے، بیل، بکری اور لوگوں کو بھوکا مار کر ہلاک کر دو۔
(یجروید۔ ادھیائے ۱۳، منتر ۱۳)

— اپنے مخالفوں کو درندوں سے پھڑوا ڈالو۔
(یجروید۔ ادھیائے ۱۵، منتر ۱۷)

— اے اندر دیوتا ..... وید کے دشمنوں کو تباہ اور ہلاک کر ———
(سام وید۔ اتر آرچک۔ ادھیائے ۱۱، منتر ۱)

— اے دیبھ تُو ہمارے دشمنوں کے دلوں کو توڑ دے۔ (اتھروید۔ کانڈ ۱۶، سوکت ۲۸، منتر ۴)

اسی طرح توریت میں بھی ایسے احکام موجود ہیں جو سراسر ظلم و تعدی پر مبنی ہیں۔ مثلاً:۔

"جب خدا وند تیرا خدا اسے تیرے قبضہ میں کر دیوے تو وہاں کے ہر ایک مرد کو تلوار کی دھار سے قتل کر .....
... لیکن ان قوموں کے شہروں میں جنہیں خداوند تیرا خدا تیری میراث کر دیتا ہے کسی چیز کو جو سانس لیتی ہے جیتا نہ چھوڑیو"
(استثناء باب ۲۰، آیت ۱۳ و ۱۶)

"سو تم اُن بچوں کو جو لڑکے ہیں سب کو قتل کرو اور ہر ایک عورت کو جو مرد کی صحبت سے واقف ہو چکی ہو جان سے مارو لیکن وے لڑکیاں جو مرد کی صحبت سے واقف نہیں ہوتیں اُن کو اپنے لئے زندہ رکھو"
(گنتی باب ۳۱، آیت ۱۷، ۱۸)

ایسے احکام یہود کو بوجہ ایک مدت تک محکومیت میں رہنے کے دیئے گئے تھے۔ اور سزا دینے اور بدلہ لینے کی تاکید کی گئی تھی تاکہ اُن کے اندر جوش اور ہمت پیدا ہو۔ لیکن وہ بعد میں ظلم و تعدی میں بڑھتے گئے اور انسانیت کی تمام قدروں کو روند ڈالا اور جبر و اکراہ میں ایسے بڑھے کہ انبیاء کی توہین کی حتیٰ کہ بعض

کو قتل بھی کر دیا۔۔۔۔ اس ظلم کو رحم میں بدلنے کیلئے
موعود نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام مبعوث ہوئے۔ اُن کے
ساتھ جو ہوا سو ہوا لیکن مسیح علیہ السلام نے محبت و
رأفت کی تعلیم دی اور فرمایا:-

"جو کوئی خون کرے گا عدالت کی سزا
پائے گا۔۔۔۔۔ شریر کا مقابلہ نہ کرنا
بلکہ جو کوئی تیرے داہنے گال پر طمانچہ
مارے تو دوسرا بھی اس کی طرف پھیر
دے۔ اور اگر کوئی نالش کر کے تیرا کُرتہ
لینا چاہتا ہے تو تو چغہ بھی اُسے لینے
دے" (متی باب ۵ آیت ۲۱، ۳۸، ۴۲)

ہنود اور یہود کی تعلیم سختی پر مبنی تھی اور
جہاں معاف اور درگزر کرنے سے معاملہ درست ہو سکتا
تھا وہاں بھی سختی اور تعدی کو بروئے کار لاتے۔
عیسائیوں نے صرف محبت کا پرچار کیا۔ جہاں
سزا اور سختی بہتر ہو سکتی ہے وہاں بھی معاف کر دیا۔۔۔
اس طرح دونوں گروہ افراط و تفریط کی راہوں پر گامزن
رہے۔ درمیانی اور صحیح راہ کو کسی نے بھی اختیار نہ کیا۔

اسلام نے درمیانی راہ اختیار کی اور دشمنی اور
عداوت کو دو حصوں میں تقسیم کیا۔ ایک دینی عداوت اور
دوسری دُنیاوی۔

دینی عداوت وہ عداوت ہے جس کا باعث
اختلافِ مذہبی ہو اور دنیاوی عداوت سے مراد وہ
عداوت ہے جس کا باعث کوئی دنیاوی جھگڑا ہو۔
چنانچہ وہ عداوت جس کا باعث کوئی دُنیاوی
جھگڑا یا فساد ہو اسلام نے اسے بھی دو قسموں میں تقسیم
کیا ہے۔ ایک وہ جس کا تعلق دل سے ہے اور ایک
وہ جس کا تعلق اعمال سے ہے۔

جس کا تعلق دل کے ساتھ ہے اس کے متعلق
اسلام کا یہ حکم ہے کہ تم اس کی بالکل پرواہ نہ کرو اور
ہرگز کسی شخص کا بغض اپنے دل میں نہ رکھو۔ حتیٰ کہ
یہ بھی فرمایا کہ "لَا یَحِلُّ لِمُؤْمِنٍ اَنْ یَّھْجُرَ
اَخَاہُ فَوْقَ ثَلَاثَۃِ اَیَّامٍ" کہ تین دن سے
زیادہ کسی شخص سے کلام ترک کرنا منع ہے۔ کیونکہ قلبی
عداوت انسان کے لئے ایک زہر ہوتی ہے جو اندر
ہی اندر اس کے تمام اخلاقِ حسنہ کو برباد کر دیتی ہے
اور اس کا نتیجہ خطرناک فتن ہوتے ہیں جو نسلاً بعد نسلٍ
چلتے ہیں اور قوموں کو تباہ کر دیتے ہیں۔

اور وہ عداوت جو اعمال سے تعلق رکھتی ہے یعنی
ذہنی اور خیالی عداوت نہ ہو بلکہ عملی طور پر ظاہر ہو یعنی
کسی نے ظلم سے کسی کو نقصان پہنچایا ہو اور دُکھ دیا ہو
تو اس کی نسبت اسلام نے پہلا حکم تو یہ دیا ہے کہ اُس
کے لئے دل میں بغض نہیں رکھنا۔ باقی رہا دشمن کی عملی
شرارت کا بدلہ، سو اس کے متعلق دو حکم ہیں ایک عفو
اور دوسرا سزا۔ فرمایا جَزٰٓؤُا سَیِّئَۃٍ سَیِّئَۃٌ
مِّثْلُھَا فَمَنْ عَفَا وَاَصْلَحَ فَاَجْرُہٗ عَلَی
اللّٰہِ اِنَّہٗ لَا یُحِبُّ الظّٰلِمِیْنَ ۝
(الشوریٰ آیت ۴۱)

یعنی بُرائی کی سزا اتنی ہی ہوتی ہے جتنی کہ بدی
ہو لیکن جو شخص معاف کر دے ایسی صورت میں اسکے

عفو سے اصلاح ہوتی ہو۔ پس اس کا اجر اللہ کے پاس ہے۔ اللہ تعالیٰ ظالموں کو پسند نہیں کرتا ۔۔۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ایک ظالم کی شرارت کے مقابلہ میں دو قسم کے سلوک کا ایک مومن کو حکم دیا ہے ۔۔۔ ایک یہ کہ اسی قدر سزا دو اور دوسرے یہ کہ اسے معاف کر دو۔ اور دونوں کا موقع بھی بتلا دیا اور وہ یہ ہے کہ جہاں اُمید ہو کہ معاف کرنے سے اصلاح ہوتی ہے وہاں معاف کر دینا چاہیئے اور جہاں معاف کرنے سے اصلاح نہ ہوتی ہو وہاں سزا دلانی چاہیئے۔

دوسری قسم کی عداوت مذہبی یا دینی عداوت ہے۔ اِس ضمن میں اسلام مذہبی اختلافات اور مذہبی عداوات میں تفریق کرتا ہے۔ اسلام ہمیں یہ تعلیم نہیں دیتا کہ جن لوگوں کو تم سے مذہبًا اختلاف ہے تم اُن کو اپنا دشمن سمجھو اور اُن سے دشمنوں کا سا سلوک کرو۔ بلکہ اسلام ہمیں یہ تعلیم دیتا ہے کہ تمام مذاہب کے پیروان کے ساتھ نیکی اور بھلائی کا سلوک کرو اور مذہبی اختلاف کو عداوت نہ سمجھو اور ایسے لوگ جو مذہبی طور پر تم سے کوئی عداوت نہیں رکھتے اور تم سے مذہبی اختلافات کی وجہ سے کوئی ظلم نہیں کرتے اُن سے بیشک احسان اور مروّت سے پیش آؤ اور نیک معاملہ کرو اور انصاف کے ساتھ سلوک کرو لیکن جو لوگ کہ دین کے معاملہ میں جبر سے کام لیتے ہیں تو یہ اپنے عقیدہ کے خلاف ہے کہ ایک شخص تمہارے دین کو تلوار کے ساتھ مٹانا چاہے اور خدا اور اس کی کتاب کو گالیاں دے اور تم اس سے دوستی رکھو۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:۔

لَا يَنْهٰكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِيْنَ لَمْ يُقَاتِلُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ وَلَمْ يُخْرِجُوْكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ اَنْ تَبَرُّوْهُمْ وَتُقْسِطُوْٓا اِلَيْهِمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ ۝ اِنَّمَا يَنْهٰكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِيْنَ قٰتَلُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ وَاَخْرَجُوْكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ وَظٰهَرُوْا عَلٰٓى اِخْرَاجِكُمْ اَنْ تَوَلَّوْهُمْ ۚ وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝

(الممتحنہ آیت ۹، ۱۰)

یعنی اللہ تعالیٰ تم کو اُن لوگوں سے جو دین کے معاملہ میں تم سے نہیں لڑتے اور جنہوں نے دینی عداوت سے تم کو گھروں سے نہیں نکالا نیکی اور سلوک کا معاملہ کرنے سے نہیں روکتا، بلکہ اللہ تعالیٰ تو عدل و انصاف کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔ ہاں وہ اُن لوگوں کے ساتھ دوستی و تعلق رکھنے سے روکتا ہے جو تم سے اسلیئے جنگ کرتے ہیں کہ تم نے یہ دین کیوں اختیار کیا۔ اور تم کو اسی باعث گھر سے بھی نکال

دیا اور تمہارے دشمنوں کے مدد گار
ہوئے۔ ایسے لوگوں سے جو دوستی
کرتا ہے وہ ظالم ہے۔

اس کے علاوہ جہاں بھی قرآن کریم نے کسی
کو قتل کرنے کا حکم دیا ہے وہ ان لوگوں کے بارہ میں ہے
جو اسلام کو مٹانا چاہتے تھے، جو رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کو قتل کرنا چاہتے تھے اور دشمن کے ساتھ مل کر
سازباز کرتے تھے۔

اسلام نے ایک طرف تو محبت اور پیار کو قائم
رکھا اور دوسری طرف غیرت کو جو اخلاقِ حسنہ سے ہے اور
جس کے بغیر انسان حیوانوں کی طرح ہو جاتا ہے، زندہ
رکھا۔ تا ایسا نہ ہو کہ اسلام کا پیر کسی ایک طرف جھک
جائے ۔۔۔

اسلام کی تعلیم ہر لحاظ سے دوسری تمام تعلیموں
سے اعلیٰ وارفع ہے اور ہر علم میں کامل راہنمائی فرماتی
ہے۔ اور یہی ایک تعلیم ہے جو فطرتِ صحیحہ کے مطابق ہے
اور عقلِ سلیم اسے تسلیم کرتی ہے۔

حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ فرماتے ہیں :۔

"یہ میری گواہی بے وقت نہیں بلکہ ایسے
وقت میں ہے جبکہ دنیا میں مذاہب کی
کشتی شروع ہے۔ مجھے خبر دی گئی ہے
کہ اس کشتی میں آخر اسلام کو غلبہ ہے۔
مَیں زمین کی باتیں نہیں کہتا، کیونکہ مَیں
زمین سے نہیں ہوں بلکہ مَیں وہی کہتا
ہوں جو خدا نے میرے مُنہ میں ڈالا ہے۔
زمین کے لوگ خیال کرتے ہوں گے کہ
شاید انجام کار عیسائی مذہب دنیا میں
پھیل جائے یا بدھ مذہب تمام دنیا پر
حاوی ہو جاوے مگر وہ اس خیال میں
غلطی پر ہیں۔ یاد رہے کہ زمین پر کوئی
بات ظہور میں نہیں آتی جب تک وہ بات
آسمان پر قرار نہ پائے۔ سو آسمان کا خدا
مجھے بتلاتا ہے کہ آخر کار اسلام کا مذہب
دلوں کو فتح کرے گا۔"

(براہین احمدیہ حصہ پنجم ص۴۲۷)

ہر طرف فکر کو دوڑا کے تھکایا ہم نے
کوئی دیں دینِ محمدؐ سا نہ پایا ہم نے

بیت المقدس اور حوادثِ زمانہ

(مکرم مرزا خلیل احمد صاحب دفتر وقفِ جدید۔ ربوہ)

تاریخ نے دُنیا کے قدیم ترین شہروں کے متعلق جو مواد ہم تک پہنچایا ہے وہ بہت کم ہے لیکن پھر بھی ان بلاد کے بارہ میں موجود اخبار کا تفصیلی مطالعہ اپنے اندر ایک دلچسپی اور عبرت کا سامان رکھتا ہے۔ ان کے عروج وزوال کی داستانیں، ریب المنون کی ستم ظریفیاں، اپنوں اور بیگانوں کی چیرہ دستیاں، بھرپور زندگی کے بعد خوفناک وحشتیں اور آبادیوں کے بعد ویرانیاں انسان کو دعوتِ فکر دیتی ہیں۔

آج قارئین کی دلچسپی کے لئے ایک ایسے مقدس شہر کی تاریخ کا اجمالی تعارف پیشِ خدمت ہے جسے اُمُّ القُریٰ مکّہ (جو اَوَّلَ بَیْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ ہے) کے بعد ایک خاص تقدس اور عقیدت کا درجہ حاصل ہے۔ یہ مسلمانوں، عیسائیوں اور یہودیوں کا مرکز ہے۔ تینوں بڑے مذاہب کے لئے متبرک و مقدس مقام ہے۔

انسائیکلوپیڈیا برٹینیکا کے بیان کے مطابق یہ شہر بیت المقدس تقریباً بیس مرتبہ مکمل طور پر برباد کیا جا چکا ہے۔ اس شہر پر چھ مذہبی ادوار گزر چکے ہیں اور یہ سرزمین مختلف تہذیبوں کی آماجگاہ رہی ہے۔

۲۵۰۰ سنہ قبل مسیح میں آلِ سام یہاں آباد ہوئے۔

۲۰۰۰ سنہ ق۔م میں یہاں شاہیم بادشاہ نے حکومت قائم کی۔ اِس دَور کا اندازہ اُن تختیوں سے ہوتا ہے جو مصر میں تل العمرانہ کے مقام سے کھُدائی کے دَوران نکلیں۔ اُن تختیوں کی تحریر سے ظاہر ہوتا ہے کہ جب اسرائیلیوں نے حملہ کیا تو بادشاہ نے مصریوں سے مدد طلب کی تھی۔ اس دَور میں یہاں یبوسی آباد تھے اور پانچ سَو سال سے اُن کا قلعہ موجود تھا۔

۱۳۵۱ سنہ ق۔م میں حضرت یوشع نے اس کو فتح کیا۔

۱۳۰۰ سنہ ق۔م میں حضرت یوشع کی وفات کے بعد یہود اور شمعون نے اِس شہر کا محاصرہ کر لیا اور زبردست لڑائی کے بعد اسے فتح کر کے آپس میں تقسیم کر لیا۔

۱۰۴۶ سنہ ق۔م تک ۱۰۲۹ سنہ ق۔م میں حضرت

داؤد علیہ السلام نے اس پر حملہ کر کے فتح کر لیا اور اپنا دارالخلافہ بنا کر اسے وسعت دی اور ہیکل کے لئے جگہ منتخب کی۔

۱۰۱۵ سنہ ق۔م میں حضرت داؤد علیہ السلام کا وصال ہوا اور حضرت سلیمان علیہ السلام تخت نشین ہوئے۔

۱۰۱۲ سنہ ق۔م میں حضرت سلیمانؑ نے ہیکل کا سنگِ بنیاد رکھ کر اس کی تعمیر شروع کرائی۔

۱۰۰۴ سنہ ق۔م میں ہیکل کی عمارت تعمیر ہوئی۔

۹۷۵ سنہ ق۔م میں حضرت سلیمان علیہ السلام کا وصال ہو گیا اور ان کا بیٹا رجعام تخت نشین ہوا۔ کچھ عرصہ کے بعد شیشناک مصری نے یروشلم پر چڑھائی کر کے اسے مکمل طور پر برباد کر ڈالا۔ بنی اسرائیل کے دس قبیلوں میں پھوٹ پڑ گئی۔

۸۲۶ سنہ ق۔م میں اسرائیلیوں نے پھر اس پر قبضہ کر لیا۔

۷۶۳ سنہ ق۔م میں بنی اسرائیل کی حکومت زوال کا شکار ہو گئی تو اسوریوں نے فلسطین کو فتح کر کے اپنا تابع بنا لیا۔

۶۰۹ سنہ ق۔م میں ایک مصری بادشاہ فرعون نکوہ نے اسورین حکومت کو شکست دے کر فلسطین پر قبضہ کر لیا۔ فرعون نکوہ نے یوسیاہ کے بیٹے الیاقیم کو وہاں کا بادشاہ بنا دیا۔

۵۹۷ سنہ ق۔م میں کلدین بادشاہ نے اپنے بیٹے بنوکد نضر کو فرعون نکوہ کے مقابلہ کے لئے بھیجا اور نکوہ نے شکست کھائی اور فلسطین بابلیوں کے زیر اثر آ گیا۔ اور صدقیاہ (Zedekiah) یہویقیم کا بھائی تھا (اور اس کا اصل نام متنیاہ ( ) ہے کو فلسطین کا بادشاہ بنا دیا گیا۔

۵۸۶ سنہ ق۔م میں یہودیوں نے حوفرا کی پشت پناہی پر بغاوت کر دی۔ اس پر بنوکد نضر نے یروشلم کا محاصرہ کر لیا۔ آخر شہر کی دیوار توڑ دی گئی۔ پورے شہر کی اینٹ سے اینٹ بجا دی اور تمام مال و خزانہ اور متبرک اشیاء سمیٹ کر بابل لے گیا اور ہیکل سلیمانی کو منہدم کر کے برابر کر دیا۔ بنوکد نضر جاتے ہوئے حضرت حزقیل علیہ السلام کو پکڑ کر لے گیا۔ اللہ تعالیٰ نے حزقیل نبی کو یروشلم کے لئے سو سال بعد دوبارہ آباد ہونے کی بشارت دی اور یہود کی ترقی کی خوشخبری سنائی تھی۔

۵۳۸ سنہ ق۔م میں اسرائیلیوں نے یروشلم کو واپس لینے کی جدوجہد شروع کر دی اور یہودیوں کو واپس یروشلم میں جا کر آباد ہونے کی تحریک کی گئی۔

۵۳۶ سنہ ق۔م میں یہودی یہاں آ کر آباد ہونے شروع ہو گئے۔

۵۱۹ سنہ ق۔م میں یروشلم کی دوبارہ بنیاد رکھی گئی۔ تیس سال کی مدت میں یہ تعمیر پایۂ تکمیل کو پہنچی۔

۴۸۹ سنہ ق۔م میں ہیکل سلیمانی کی دوبارہ تعمیر مکمل ہوئی اس لئے حزقیل نبی کی پیشگوئی کے مطابق ۹۰ سال

کے بعد یروشلم دوبارہ اپنی اسی شان اور قدر و منزلت کے مقام کو پہنچ گیا۔

۳۳۲ سنہ ق۔م میں سکندر اعظم نے جنگ کئے بغیر اس شہر پر قبضہ کر لیا۔

۳۲۰ سنہ ق۔م میں بطوطی اوّل نے اس پر حملہ کر کے تباہ و برباد کر دیا۔

۳۰۱ سے ۲۰۳ سنہ ق۔م تک یہ شہر مصریوں کے زیر حکومت رہا۔

۱۷۰ سنہ ق۔م میں ایپی فین نے اس شہر کی اینٹ سے اینٹ بجا دی۔

۱۶۸ سنہ ق۔م میں اینطوخس مصری نے چڑھائی کر کے شہر فتح کر لیا۔

۹۸ سنہ ق۔م میں ملکہ سلوم نے یہودی مذہب کو اجاگر کرنے کی کوشش کی لیکن اس کی وفات کے بعد حالات نے تیزی سے پلٹا کھایا اور اسکے بیٹوں ہرکینس دوم اور ایرسٹو بولس دوم کے درمیان خانہ جنگی شروع ہو گئی۔

۶۳ سنہ ق۔م میں جولیس سیزر کے حریف جرنیل پامپائی نے ہرکینس (Hyrkanus) کا ساتھ دیا اور یروشلم میں ایرسٹو بولس دوم کو محصور کر دیا۔ تین چار ماہ کے محاصرہ میں پامپائی شہر میں داخل ہونے میں کامیاب ہو گیا۔ اس جنگ میں تیرہ ہزار یہودی مارے گئے۔ ہرکینس کو یروشلم میں ہی امام اعلیٰ کے رتبہ پر فائز کیا گیا۔

۵۴ سنہ ق۔م۔ شام کے رومی گورنر کراس نے یروشلم کے ہیکل کے خزانے کو لوٹا اور ہیکل کو پھر برباد کر دیا۔

۴۳ سنہ ق۔م میں یہودیوں کو کراس کے قتل کا علم ہوا تو انہوں نے آزادی کے لئے تگ و دَو شروع کر دی۔ کراس کے جانشین لانگی نس نے اس بغاوت کو سختی سے کچل دیا اور تیس ۳۰ ہزار یہودیوں کو غلام بنا کر لے گیا۔

۴۱ سنہ ق۔م میں جولیس سیزر نے انتی پاتر کو گورنر مقرر کیا۔ گورنری پر فائز ہونے والوں نے رفتہ رفتہ خود مختاری حاصل کر لی حتّٰی کہ ہیرودس گورنر یہاں کا بادشاہ بن گیا اور اس نے تاریخ کے ایک نہایت تابدار دَور کا آغاز کیا۔ یروشلم کو یونانی طرز تعمیر کا نمونہ بنایا۔ ملک میں بڑے پیمانے پر تعمیراتی پروگرام شروع کئے۔ ہیکل سلیمانی کی عمارت نئے سرے سے نہایت خوبصورت اور شاندار تعمیر اسی نے کرائی۔

۴ سنہ ق۔م میں ہیرودس کا انتقال ہو گیا اور اگیریپا جانشین بنا۔ مگر رومیوں کی بالادستی قائم رہی اور رومیوں کے دَورِ اقتدار میں حضرت عیسٰی علیہ السلام پیدا ہوئے۔ آپ بارہ سال کی عمر میں یروشلم تشریف لائے۔

سنہ ۳۰ء ۱۴ اپریل کو عیسائیوں کے عقیدہ کے مطابق بیت المقدس (GOLGATHA) کی جگہ حضرت عیسٰی علیہ السلام کو صلیب پر چڑھایا گیا۔

۶۷ء میں یہودیوں نے رومیوں کے خلاف بغاوت

کر دی۔ جوزفس کے مطابق اس بغاوت میں بارہ
لاکھ یہودی مارے گئے۔ دنیا میں اتنے وسیع
پیمانے پر اتنی چھوٹی سی جگہ میں اس قسم کے قتل
کی بہت کم مثالیں ملتی ہیں۔ یہ عذاب یہودیوں
پر واقعۂ صلیب کے چالیس سال بعد آیا۔ تاریخ
سے ثابت ہوتا ہے کہ شہزادہ ٹائیٹس تیس ہزار
یہودیوں کو قید کر کے روم لے گیا۔ روم کی
سڑکوں پر اُن کی گشت کرواتے ہوئے نمائش
کرائی جس طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو یروشلم کی
گلیوں میں پھرایا گیا تھا۔

۷۰ء تا ۱۳۲ء کے دوران رومیوں نے اس شہر پر
بارہ حملے کئے اور ہیکل کی عمارت دو مرتبہ بنائی
اور گرائی گئی۔ آخری مرتبہ ہیکل کی جگہ پر ہل چلوا کر
تمام نشان مٹا دیئے گئے۔

۱۳۶ء میں رومیوں نے اس شہر کو پھر آباد کیا اور ہیکل
کی جگہ پیٹر کا معبد تعمیر کیا۔

۳۲۶ء میں قسطنطین نے یہاں عیسائی حکومت قائم کی
معبد کی جگہ کلیسائے نشور اور عبادت گاہ تعمیر
کرائی اور ہزاروں عیسائی عبادت کے لئے آنے
لگے جن کے لئے مسافر خانے تعمیر کرائے گئے۔

۶۱۴ء میں خسرو ثانی شاہ ایران نے طویل محاصرہ کے
بعد بیت المقدس کو فتح کر لیا۔ ایک روایت
کے مطابق اس کی فوج نے بتیس ہزار عیسائیوں کو
تہ تیغ کیا اور یہودیوں پر مظالم کا بدلہ چکایا۔
کلیسائے مزار مقدس اور دوسرے کلیسا
برباد کر دیئے گئے اور اُن کے خزانوں پر قبضہ
کر لیا۔

۶۲۸ء میں غُلِبَتِ الرُّوْمُ ۝ فِيْٓ اَدْنَى الْاَرْضِ
وَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ غَلَبِهِمْ سَيَغْلِبُوْنَ ۝
فِيْ بِضْعِ سِنِيْنَ (الروم آیت ۳ تا ۵)
کی پیشگوئی کے مطابق روم کے شاہ ہرقل نے
عیسائیوں کی شکست کا بدلہ لینے کے لئے حملہ کیا
خسرو شاہ ایران کی فوجوں کو شکست ہوئی اور
شہر پر عیسائیوں کا قبضہ ہو گیا۔ یہودیوں کی
منافقت اور بداعمالیوں کے باعث اُن کو
بیت المقدس میں رہنے کی ممانعت کر دی گئی۔

۶۳۷ء میں یہ شہر عیسائیوں نے مسلمان فوج کے حوالے کر دیا
اور خلیفہ راشد حضرت عمر فاروقؓ کی خدمت میں
شہر کی کنجیاں پیش کی گئیں۔ آپ نے عیسائیوں کو اپنے گرجاؤں
میں عبادت کی اجازت دی۔ اسلامی فوج نے کسی مقدس
عمارت کو نقصان نہیں پہنچایا۔

۶۸۴ء میں مسلمانوں کے دورِ اقتدار میں عبدالملک نے
مسجد اقصیٰ کی تعمیر شروع کرائی۔

۱۰۹۹ء تک یہ شہر مسلمانوں کے قبضہ میں رہا۔ اس سال
عیسائیوں نے اس پر قبضہ کر کے مسلمانوں کا
بے دریغ خون بہایا اور مسجد اقصیٰ کو گرجا گھر
بنا دیا اور اس پر صلیب لگا دی۔

۱۱۸۷ء میں صلاح الدین ایوبی نے یہ شہر فتح کر لیا اور
تمام شہریوں کو امان دے دی۔ عیسائی مصنفین
اور مؤرخین بھی اس امر کے معترف ہیں کہ مسلمان

افواج نے کوئی لوٹ مار نہیں کی۔

۱۲۲۹ء میں عیسائیوں نے پھر بیت المقدس پر قبضہ کرلیا۔

۱۲۹۳ء میں مسلمان پھر اس پر قابض ہوگئے اور اس کے بعد یہ شہر برابر مسلمانوں کے قبضہ میں رہا۔

۱۹۱۷ء ۸ر اور ۹ر دسمبر کی رات کو پہلی جنگِ عظیم کے دوران ترکوں نے بیت المقدس خالی کر دیا اور ۱۰ر دسمبر کی صبح کو انگریزی فوجیں (اتحادی افواج) شہر میں داخل ہوگئیں۔

۱۹۴۸ء ۱۵ر مئی کو انگریزی اقتدار ختم ہوگیا۔ اس عرصہ میں انگریزوں نے یہودیوں سے سازباز کرکے لاکھوں یہودیوں کو فلسطین کی سرزمین پر زبردستی لاکر آباد کیا۔ انگریزی افواج کے نکلتے ہی اسرائیل کی قومی ریاست کا اعلان کر دیا گیا جس کو امریکہ، روس، برطانیہ اور فرانس نے فوراً تسلیم کرلیا۔

۱۹۴۸ء ۸ر جولائی کو یہودیوں نے حملہ کرکے بیت المقدس کے چوراسی فیصد حصّہ پر قبضہ کرلیا اور مسلمان صرف قدیم شہر تک محدود ہوکر رہ گئے۔

۱۹۶۷ء ۷ر جون کو اسرائیل نے قدیم بیت المقدس پر بھی قبضہ کرلیا۔ ۱۴ر جولائی کو جنرل اسمبلی نے ایک قرارداد کے ذریعہ بیت المقدس کو اسرائیل میں مدغم کرنے کی مذمت کی۔ مگر اسرائیل نے اقوام متحدہ کی یہ قرارداد اُس کے مُنہ پر دے ماری۔

۱۹۸۱ء میں اسرائیل نے بیت المقدس کو دارالخلافہ قرار دے دیا اور بیرونی ممالک کے سفارتخانے تل ابیب سے بیت المقدس میں منتقل ہوگئے۔ اس پر عربوں نے ان ممالک سے بائیکاٹ کا فیصلہ کیا جن کے سفارتخانے بیت المقدس میں کام کریں گے۔ عربوں کی اس دھمکی کے نتیجہ میں بہت سے ممالک نے اپنے سفارتخانے بیت المقدس سے تل ابیب منتقل کر دیئے۔

اس طرح یہ سرزمینِ انبیاء، مسلمانوں کا قبلۂ اوّل اور عالمِ اسلام کا یہ مقدس شہر یہودی غاصبوں کے قبضہ میں چلا گیا تاہم اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے:-

اَنَّ الْاَرْضَ یَرِثُهَا عِبَادِیَ الصّٰلِحُوْنَ ۝ اِنَّ فِیْ هٰذَا لَبَلٰغًا لِّقَوْمٍ عٰبِدِیْنَ ۝

(الانبیاء آیت ۱۰۶ تا ۱۰۷)

ترجمہ:- ارضِ (مقدس) کے وارث میرے نیک بندے ہوں گے۔ اس (مضمون) میں ایک پیغام ہے اُس قوم کے لئے جو عبادت گذار ہے۔

حضرت مصلح موعودؓ اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:-

"آخری ایام میں ایک دفعہ یہودی فلسطین پر قابض ہوجائیں گے۔ مگر مسلمانوں کو مایوس نہیں ہونا چاہیئے کیونکہ

ان کا نبیؐ رحمت ہو کر آیا ہے اس کے
ساتھ تعلق اُن کو گھاٹے میں نہیں ڈالے گا۔"

مزید تشریح فرماتے ہوئے لکھا کہ پھر کبھی یہود فلسطین میں داخل نہیں ہو سکیں گے۔

قُلْ رَّبِّ احْكُمْ بِالْحَقِّ (الانبیاء آیت ۱۱۳)

اے میرے رب تُو حق کے مطابق فیصلہ کر دے۔

"اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے مسلمانوں کے لئے دعا کروا دی ہے کہ خدا تعالیٰ فلسطین ان کو دیدے اور ان کی صداقت ثابت کر دے۔ ہمیں یقین کامل ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دُعا کبھی ردّ نہیں ہوگی اور دُنیا اس کا قبول ہونا اپنی آنکھوں سے دیکھ لے گی نہ روس اسرائیل کو فائدہ دے گا اور نہ امریکہ۔" (تفسیر صغیر صفحہ ۴۴۲)

حضرت مصلح موعود تفسیر کبیر میں فرماتے ہیں:۔

"جب اس نے خود یہ پیشگوئی کی ہوئی تھی کہ ایک دفعہ مسلمانوں کو نکالا جائے گا اور یہودی واپس آئیں گے تو یہودیوں کا واپس آنا اسلام کے منسوخ ہونے کی علامت نہیں اسلام کے سچا ہونے کی علامت ہے۔ کیونکہ جو کچھ قرآن نے کہا تھا وہ پورا ہو گیا۔ باقی رہا یہ کہ پھر عِبَادِیَ الصّٰلِحُوْنَ کے ہاتھ میں کس طرح رہا؟ سو اس کا جواب یہ ہے کہ عارضی طور پر قبضہ پہلے بھی دو دفعہ نکل چکا ہے اور عارضی طور پر اب بھی نکلا ہے اور جب ہم کہتے ہیں "عارضی طور پر" تو لازماً اس کے یہ معنے ہیں کہ پھر مسلمان فلسطین میں جائیں گے اور بادشاہ ہوں گے۔ اور لازماً اس کے معنے یہ ہیں کہ پھر یہودی وہاں سے نکالے جائیں گے اور لازماً اس کے یہ معنے ہیں کہ یہ سارا انتظام جس کو یو۔ این۔ او کی مدد سے اور امریکہ کی مدد سے قائم کیا جا رہا ہے اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو توفیق دے گا کہ وہ اس کی اینٹ سے اینٹ بجا دیں گے اور پھر اس جگہ پر لا کر مسلمانوں کو بسائیں گے ..... اَنَّ الْاَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصّٰلِحُوْنَ کا حکم موجود ہے مستقل طور پر تو فلسطین عِبَادِیَ الصّٰلِحُوْنَ کے ہاتھ میں رہنی ہے۔ سو خدا تعالیٰ کے عِبَادِیَ الصّٰلِحُوْنَ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمّت کے لوگ لازماً اس ملک میں جائیں گے نہ امریکہ کے ایٹم بم کچھ کر سکتے ہیں نہ ایچ بم کچھ کر سکتے ہیں نہ روس کی مدد کچھ کر سکتی ہے۔ یہ خدائی تقدیر ہے یہ تو ہو کر رہنی ہے چاہے دُنیا کتنا زور لگا لے۔"

(تفسیر کبیر جلد چہارم صفحہ ۵۷۶)

گھانا میں جماعتِ احمدیہ

(مکرم سید شمشاد احمد صاحب ناصر، مبلغ سلسلہ احمدیہ گھانا۔ مغربی افریقہ)

اللہ تعالیٰ نے حضرت بانی سلسلہ احمدیہ سے وعدہ فرمایا تھا کہ :-

"مَیں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا" (تذکرہ)

چنانچہ اس وعدۂ الٰہی کے مطابق حضرت اقدس کا پیغام، جو حقیقی اسلام ہے دُنیا کے کناروں تک پہنچ چکا ہے جس میں کسی شک و شبہ کی گنجائش نہیں۔ مجھے اس وقت صرف یہ بتانا مقصود ہے کہ مغربی افریقہ کے مُلک گھانا میں احمدیت کا پیغام کس طرح پہنچا اور احمدیت اس ملک میں کس طرح ابتدائی مراحل سے گزر کر آج اللہ تعالیٰ کے خاص فضل و کرم سے دُنیا میں ایک بہت بڑی جماعت شمار ہوتی ہے۔

خدائی تحریک

افریقہ کے ممالک میں اسلام کے پہنچانے کے لئے ابتدائی تحریکات کیا تھیں؟ یہ ایک ایمان افروز بات ہے جس کی تفصیل حضرت مصلح موعود کے الفاظ میں درج ہے۔ آپ فرماتے ہیں :-

"مجھے افریقہ میں تبلیغِ اسلام کی تحریک درحقیقت اس وجہ سے ہوئی کہ مَیں نے ایک دفعہ حدیث میں پڑھا کہ حبشہ سے ایک شخص اُٹھے گا جو عرب پر حملہ کریگا۔ اور مکہ مکرمہ کو تباہ کرنے کی کوشش کریگا۔ جب مَیں نے یہ حدیث پڑھی اُسی وقت میرے دل میں یہ تحریک پیدا ہوئی کہ اس علاقہ کو مسلمان بنانے کی کوشش کرنی چاہیئے تاکہ یہ انذاری خبر اللہ تعالیٰ کے فضل سے ٹل جائے .... چنانچہ میرے دل میں بڑے زور سے تحریک پیدا ہوئی کہ افریقہ کے لوگوں کو مسلمان بنانا چاہیئے۔ اسی بناء پر افریقہ میں احمدیہ مشن قائم کئے گئے ہیں۔ بیشک خدا تعالیٰ نے بعد میں اَور بھی سامان پیدا کر دیئے جن سے افریقہ میں تبلیغِ اسلام کا کام زیادہ سے زیادہ مستحکم ہوتا چلا گیا۔ مگر اصل بنیاد افریقہ کی تبلیغ کی یہی حدیث تھی .... مَیں نے اللہ تعالیٰ پہ توکّل کرتے ہوئے اُس کے

فضلوں کی اُمید میں چاہا کہ پیشتر اسکے کہ وہ شخص پیدا ہو جس کا احادیث میں ذکر آتا ہے ہم افریقہ کو مسلمان بنالیں۔ اور بجائے اس کے کہ افریقہ کا کوئی شخص مکہ مکرمہ کو گرانے کا موجب بنے، وہ لوگ اس کی عظمت کو قائم کرنے اور اس کی شہرت کو بڑھانے کا موجب بن جائیں۔" (الفضل ۲۵ مارچ ۱۹۶۰ء)

حضرت مصلح موعودؓ کے اس حوالہ میں جس حدیث کا ذکر آیا ہے اُس کے اصل الفاظ یہ ہیں۔ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ:-

"قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم یُخَرِّبُ الْکَعْبَۃَ ذُوالسُّوَیْقَتَیْنِ مِنَ الْحَبَشَۃِ۔" (صحیح بخاری ومسلم)

چنانچہ ادھر اللہ تعالیٰ نے حضرت مصلح موعود کے دل میں افریقہ میں اسلام پھیلانے کی یہ تحریک پیدا کی اور یہاں گھانا میں ایک مسلمان چیف جن کا نام مہدی آپا تھا، انہوں نے خواب میں ایک سفید فام بزرگ کو اسلامی طریق پر نماز پڑھاتے دیکھا۔

اس خواب کے بعد اُن کو یہ معلوم ہوا کہ لندن میں ایک اسلامی مشن قائم ہے۔ چنانچہ انہوں نے مشن لندن کو خط لکھا اور درخواست کی کہ یہاں آکر آپ تبلیغ کریں۔ اُس وقت لندن مشن میں حضرت مولانا عبدالرحیم صاحب نیرؓ فریضۂ تبلیغ سرانجام دے رہے تھے۔ آپ نے حضرت مہدی آپا کو اُن کے خط کے جواب میں لکھا کہ ہم خود آپ کے ہاں نہیں آسکتے، قادیان (ہندوستان) میں ہمارا روحانی امام ہے آپ اُن کی خدمت میں خط لکھیں۔ چنانچہ حضرت مہدی آپا نے حضرت مصلح موعود کی خدمت میں خط لکھا ـــــ اس پر حضرت مصلح موعود نے حضرت مولانا عبدالرحیم صاحب نیرؓ کو لندن ہدایت فرمائی کہ آپ افریقہ جا کر مشن قائم کریں۔

گھانا میں جماعتِ احمدیہ کا قیام

چنانچہ حضرت مصلح موعود کی ہدایت پر حضرت مولانا عبدالرحیم صاحب نیرؓ ۹ فروری ۱۹۲۱ء کو لندن سے روانہ ہوئے اور ۱۹ فروری ۱۹۲۱ء کو سیرالیون پہنچے۔ آپ نے دو دن تک سیرالیون میں قیام فرمایا اور مسلمانوں کے مقامی مدارس اور مسجد میں چار لیکچر دیئے۔ ۲۱ فروری ۱۹۲۱ء کو تیسرے پہر جہاز پر سوار ہو کر ۲۸ فروری ۱۹۲۱ء کو ساڑھے چار بجے شام گولڈ کوسٹ (گھانا) کی بندرگاہ سالٹ پانڈ پر اُترے۔

گھانا کی اُس وقت مذہبی و دینی کیفیت یہ تھی کہ یہ ملک عملاً عیسائیت کا مرکز تھا۔ یہاں کے اصل باشندوں میں صرف فانٹی قوم ہی مسلمان تھی ـــ جس رات حضرت مولانا نیرؓ صاحب سالٹ پانڈ پہنچے حضرت مہدی آپا (جن کا ذکر اوپر گزر چکا ہے) نے خواب میں دیکھا کہ میرے کمرہ میں رسولِ خدا (صلی اللہ علیہ وسلم) تشریف لائے ہیں۔

حضرت مہدی آپا ۴۵ برس سے مسلمان تھے، انہیں اس بات کا غم لاحق رہتا کہ کہیں اُن کی وفات

کے بعد اس علاقہ کے لوگ سفید عیسائی مشنریوں کے رعب میں آ کر اسلام کو ہی خیرباد نہ کہہ دیں۔

ابتداء میں جب حضرت مولانا عبدالرحیم صاحب نیرؔ نے مغربی افریقہ کے بعض مسلمانوں نے ملاقات کی تو کہا کہ آج تک لوگ ہم پر ہنستے تھے کہ "سفید آدمی" مسلمان نہیں ہوتے۔ الحمد للہ کہ اب سفید آدمی مبلغ اسلام ہو کر یہاں آ گیا ہے۔

چنانچہ حضرت مولانا عبدالرحیم صاحب نیرؔ کی آمد کے بعد ۱۱ مارچ ۱۹۲۱ء کو حضرت چیف مہدی آپا صاحب کے مکان کے سامنے ایک جلسہ ہوا جس میں قریباً پانچ سَو افراد شامل ہوئے، جنہوں نے حضرت مولانا نیرؔ صاحب کو خوش آمدید کہا اور حضرت مہدی آپا نے اپنی تقریر میں بتایا کہ میں ۵۴ برس سے مسلمان ہوں مجھے صرف اللہ اکبر کہنا آتا تھا۔ بعد میں نائیجیریا کی طرف سے مسلمان آئے جنہوں نے ہمیں اسلام کے متعلق کچھ سکھایا مگر ہم جاہل ہیں ___ میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں کہ آپ میری زندگی میں آ گئے۔ اب یہ مسلمان آپ کے سپرد ہیں آپ ان کو اسلام کی تعلیم سکھائیں۔

حضرت چیف مہدی آپا صاحب کی تقریر کے بعد حضرت مولانا نیرؔ صاحب نے تقریر کی۔ آپ نے فرمایا کہ:-

"اللہ تعالیٰ نے تمہاری دستگیری کی اور اس جماعت کی طرف سے مبلغ آیا جو زندہ اسلام پیش کرتی ہے۔ میری آنکھوں نے بانی سلسلہ احمدیہ (ناقل) کو دیکھا۔ میرے کانوں نے اس کے مقدس منہ سے نکلے ہوئے الفاظ سُنے۔ میرے ہاتھوں نے اس برگزیدہ پہلوانِ اسلام کے پاؤں کو چھُوا ___ پس تم کو مبارک ہو کہ خدا نے تمہاری مدد کی۔ اب انشاء اللہ فانٹی قوم کی تعلیم و تربیت کا کام احمدی جماعت کرے گی"۔

(تاریخِ احمدیت جلد پنجم صفحہ ۲۷۸)

یَدۡخُلُوۡنَ فِیۡ دِیۡنِ اللّٰہِ اَفۡوَاجًا کا نظارہ

۱۸ مارچ ۱۹۲۱ء کو اکرافل میں دوسرا جلسہ ہوا جس میں حضرت مولانا عبدالرحیم صاحب نیرؔ نے دو گھنٹہ تک تقریر فرمائی اور فانٹی قوم اور اُن کے چیف کو جماعتِ احمدیہ میں شامل ہونے اور گزشتہ رسم و رواج کو ترک کر کے سچے اور مخلص مسلمان بننے کی تلقین فرمائی ___ چنانچہ دوسرے ہی دن اُن کی مجالس اکابر نے فیصلہ کیا کہ ہم سب لوگ اپنی جماعتوں سمیت احمدیت میں داخل ہوتے ہیں۔ اس طرح ایک ہی دن میں ہزاروں لوگ سلسلہ احمدیہ میں شامل ہو گئے اور یَدۡخُلُوۡنَ فِیۡ دِیۡنِ اللّٰہِ اَفۡوَاجًا کا نظارہ آنکھوں کے سامنے پھر گیا۔

(الفضل ۱۹ مئی ۱۹۲۱ء)

حضرت مولانا نیرؔ صاحب اس کے بعد لیگوس

(نائیجیریا کا دارالخلافہ) تشریف لے گئے اور چار ماہ لیگوس میں فریضۂ تبلیغ ادا کرنے کے بعد ۸ر اگست ۱۹۲۱ء کو دوبارہ سالٹ پانڈ پہنچے اور شہر کے وسط میں ایک دو منزلہ عمارت کرایہ پر لے کر مشن ہاؤس قائم کیا اور اندرونِ ملک ایک لمبا دورہ کیا اور ایک مبلّغین کلاس جاری کی جس میں قرآن، حدیث، فقہ اور عقائدِ احمدیت کی تعلیم دینے لگے اور ملک کو چار حصّوں میں تقسیم کر کے ان میں عہدیدار مقرر کئے اور پھر ۱۵ر دسمبر ۱۹۲۱ء کو آپ دوبارہ لیگوس تشریف لے گئے۔

حضرت مصلح موعود نے ۲۲ر جنوری ۱۹۲۲ء کو گھانا مشن سنبھالنے کے لئے حضرت مولانا حکیم فضل الرحمٰن صاحب کو روانہ فرمایا جو لندن اور لیگوس سے ہوتے ہوئے ۱۳ر مئی ۱۹۲۲ء کو سالٹ پانڈ پہنچے اور قریباً سات سال تک بڑی محنت و تندہی سے فریضۂ تبلیغ اسلام میں مصروف رہے اور ستمبر ۱۹۲۹ء میں قادیان کے لئے واپس روانہ ہوئے۔ آپ کی موجودگی ہی میں سیدنا حضرت مصلح موعود نے حضرت مولوی نذیر احمد صاحب علی کو یہاں بھجوایا۔ آپ نے کچھ عرصہ تک مکرم مولانا حکیم فضل الرحمٰن صاحب کا ہاتھ بٹایا اور ان کی واپسی کے بعد ۱۹۲۹ء میں یہاں کے مشن کے انچارج مقرر ہوئے۔ ۱۹۳۲ء میں آپ واپس تشریف لے گئے اور مشن کی دوبارہ خدمات کے لئے حضرت مولانا حکیم فضل الرحمٰن صاحب دوبارہ تشریف لے آئے۔

۲۳ر اپریل ۱۹۳۶ء کو مکرم حضرت مولوی نذیر احمد صاحب علی اور مکرم مولانا نذیر احمد صاحب مبشر سیالکوٹی مولوی فاضل گھانا پہنچے اور یکم مئی ۱۹۳۶ء کو مشن کا چارج لیا۔ مکرم مولانا نذیر احمد صاحب مبشر کی انتھک کوششوں کے نتیجہ میں آج جماعت احمدیہ گھانا ممالک بیرونِ پاکستان کی عظیم ترین جماعتوں میں شمار ہوتی ہے۔ حضرت مصلح موعود نے حضرت مولوی صاحب کی نسبت فرمایا تھا کہ افریقی اقوام میں بیداری کے جو سامان پیدا ہوئے ہیں اُن میں "مولوی نذیر احمد صاحب کو اس عمارت کی ایک بنیادی اینٹ بننے کی سعادت حاصل ہوئی ہے۔" (الفضل ۱۵ر جنوری ۱۹۴۷ء)

مشنز و مساجد

گھانا میں اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ۱۹۲۱ء میں احمدیت کا قیام عمل میں آیا۔ اُس وقت سے اب تک جماعت احمدیہ گھانا نے اللہ تعالیٰ کے خاص فضل و کرم سے ہر میدان میں ترقی کی طرف قدم بڑھایا ہے۔

گھانا جغرافیائی لحاظ سے نو بڑے ریجنز (صوبوں) میں منقسم ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہر صوبہ میں ایک صوبائی ہیڈ کوارٹر ہے جس میں مرکزی مبلّغ کام کرتا ہے اور گھانا کے دارالخلافہ اکرا میں جماعت احمدیہ گھانا کا ہیڈ کوارٹر ہے۔ ملک کے ہر صوبہ میں مختلف جگہوں پر مشنز قائم ہیں جن میں مقامی مبلّغ کو متعین کیا جاتا ہے۔ اس وقت سارے ملک گھانا میں اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے کُل مشنز کی تعداد (۱۷۰) اور مُلک میں تین سو چھپن (۳۵۶) جماعتیں ہیں۔

اِس کے ساتھ ساتھ گھانا میں اِس وقت اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایک سَو نوّے (۱۹۰) مساجد ہیں۔ بیسیوں مساجد زیرِ تعمیر ہیں اور بعض جگہوں پر جہاں مساجد نہیں ہیں گھروں میں نماز باجماعت ادا کی جاتی ہے یا کرایہ پر کوئی کمرہ حاصل کر کے نماز باجماعت کا بندوبست کیا ہوا ہے جن کی تعداد بے شمار ہے۔

نصرت جہاں سکیم کے تحت گھانا میں ہسپتال و سکول

سیّدنا حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جب ۱۹۷۰ء میں مغربی افریقہ کا دَورہ فرمایا تب الٰہی سکیم کے تحت سارے ہی مغربی افریقہ میں سکول اور ہسپتال کھولے گئے جو انتہائی کامیابی کے ساتھ ترقی کی راہ پر گامزن ہیں۔ ہمارے یہ سکول اور ہسپتال عام طور پر دیہی علاقوں میں ہیں جہاں پر ہمارے ڈاکٹر صاحبان اور اساتذہ کرام کو بہت سی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ بعض علاقے تو ابتدائی ضروریاتِ زندگی سے بھی محروم تھے۔ مثلاً ہسپتال یا سکول کے لئے پانی اور بجلی بنیادی ضرورتیں ہیں مگر یہ بھی نہ تھیں۔ پھر ہسپتال جس جگہ کھولے گئے وہاں دُور دُور تک بھی حکومت کا کوئی ہسپتال نہ تھا۔ گویا صرف اس وجہ سے کہ اُن دُکھی مریضوں کا بھی علاج ہو سکے جو بہت دُور جا کر اپنا علاج نہیں کرا سکتے، ہسپتال کھولے گئے۔ یہی مسئلہ سکولوں کیلئے در پیش تھا۔ دیہات کے لوگ بعض اوقات دیہات چھوڑ کر بچوں کی تعلیم کی خاطر شہروں میں جا آباد ہوتے ہیں جس سے تعلیمی اخراجات کے علاوہ اُن کے اور بہت سے اخراجات بڑھ جاتے ہیں۔ اور پھر بعض غریب لوگ یہ اخراجات بھی برداشت نہیں کر سکتے۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ قوم کا ہونہار بچے بھی تعلیم سے محروم ہو جاتے ہیں۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا یہی منشاء مبارک تھا کہ اُن لوگوں کی خدمت کی جائے جو مجبور ہیں، غریب ہیں، نہ علاج کرا سکتے ہیں اور نہ تعلیم حاصل کر سکتے ہیں۔

ہمارے ہسپتالوں پر اللہ تعالیٰ کا یہ خاص فضل ہے کہ دُور دُور سے لوگ علاج کی خاطر آتے ہیں۔ مثلاً قریبی ممالک ٹوگو، آیوری کوسٹ، مالی وغیرہ کے علاقوں سے اپریشن کی خاطر مریض ہمارے گھانا کے ہسپتالوں میں بڑی تعداد میں آتے ہیں اور پھر بفضلہ تعالیٰ شفایاب ہو کر واپس جاتے ہیں۔

غانا میں اِس وقت اللہ تعالیٰ کے فضل سے چار ہسپتال ہیں۔

اِن چار ہسپتالوں کے علاوہ سات سیکنڈری سکول بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت کے تحت کام کر رہے ہیں۔ مڈل و پرائمری سکولز کی تعداد بھی بہت ہے ـــ اللہ تعالیٰ کا یہ بھی خاص فضل ہے کہ ہمارے سکولوں کا رزلٹ بھی بہت اچھا رہتا ہے اور بعض اوقات داخلہ کے لئے حکومت کے افسران کی سفارشیں بھی آتی ہیں۔

جماعت احمدیہ گھانا غیروں کی نظر میں

ایک وہ وقت تھا کہ عیسائیت کے منادِ دندناتے اور اعلان کرتے پھرتے تھے کہ اب افریقہ عیسائیت کی

گود میں ہے اور خانہ کعبہ پر بھی عیسائیت کا جھنڈا لہرانے کے خواب دیکھ رہے تھے لیکن اب وہ وقت آگیا ہے کہ غیر بھی اسلام کے غلبہ کا اعتراف کرتے ہیں۔ چنانچہ گھانا یونیورسٹی کالج کے مشہور پروفیسر مسٹر ایس۔ جی ولیم سن لکھتے ہیں:۔

"غانا کے شمالی حصہ میں رومن کیتھولک کے سوا عیسائیت کے تمام اہم فرقوں نے محمدؐ کے پیروؤں کے لئے میدان خالی کر دیا ہے۔۔۔۔۔۔ یہ خوشکن توقع کہ گولڈ کوسٹ (غانا) جلد ہی عیسائی بن جائے گا اب معرض خطر میں ہے اور یہ خطرہ ہمارے خیال کی وسعتوں سے کہیں زیادہ ہے۔۔۔۔۔ کیونکہ تعلیمیافتہ نوجوانوں کی ایک خاصی تعداد احمدیت کی طرف کھنچی چلی جا رہی ہے اور یہ صورتِ حال یقیناً عیسائیت کے لئے کھلا چیلنج ہے۔"

("کرائسٹ آر محمدؐ" مؤلفہ ایس۔ جی ولیم سن پروفیسر یونیورسٹی کالج گھانا)

گھانا یونیورسٹی کے ایک اور لیکچرار مسٹر Price J.A. نے "مانچسٹر گارڈین" کی ایک اشاعت میں لکھا:۔

"جماعت احمدیہ جو اپنی تبلیغی مساعی کے لحاظ سے مشہور ہے اس کا مرکز پاکستان میں ہے۔۔۔۔ یہ جماعت تیزی کے ساتھ ترقی کے رستہ پر گامزن ہے، عیسائی اور مشرکین دونوں میں سے لوگ جوق در جوق اس میں داخل ہو رہے ہیں۔۔۔۔۔ احمدیہ مشن کی نمایاں کامیابی میں اس کی تعلیمی سرگرمیوں کا بھی دخل ہے جس میں ثانوی تعلیم بھی شامل ہے۔ ان کی مساعی کو مغربی افریقہ کے تمام علاقوں میں محسوس کیا جا رہا ہے۔" (بحوالہ "اشاعتِ اسلام اور ہماری ذمہ داریاں" صفحہ ۳۲ از محترم صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب وکیل التبشیر تحریک جدید ربوہ)

مختصر سا خاکہ

مضمون کے آخر میں خاکسار اعداد و شمار کے رنگ میں آپ کی خدمت میں مختصر سا خاکہ پیش کرتا ہے:۔

۱۔	کُل تعداد مشن ہاؤس	۱۷۰
۲۔	" " مساجد تعمیر شدہ	۱۹۰
۳۔	" " عربی سکولز	۲
۴۔	" " پرائمری و مڈل سکولز	۴۵
۵۔	" " سیکنڈری سکولز	۷
۶۔	" " مشنری ٹریننگ کالج	۱
۷۔	" " ہسپتال	۴
۸۔	" " ڈاکٹر صاحبان	۶
۹۔	" " لیڈی ڈاکٹرز	۲
۱۰۔	" " مرکزی اساتذہ کرام	۱۰
۱۱۔	جماعتوں کی تعداد	۳۵۶
۱۲۔	مقامی مبلّغین	۷۰

(محترم مہدی علی صاحب۔ ربوہ)

عام طور پر پانی اور تیل ایک دوسرے میں حل نہیں ہوتے لیکن صدیوں سے باورچی چکنائی، تیل اور پانی کو ایک دوسرے میں کھانا پکانے کے دوران ملاتے چلے آرہے ہیں۔ اسی طرح کیمیا دانوں نے بھی انہیں ملاکر ادویات اور بہت سے دوسرے مرکبات تیار کئے۔ وہ اپنے نسخوں میں سادہ اور قدرتی اجزاء استعمال کرتے رہے ہیں۔ مختلف قسم کی غذائیں مثلاً انڈے کی زردی، مکھن اور بیجوں کے تیل وغیرہ اپنے اندر یہ راز لیئے ہوئے تھیں کہ ان میں چکنائی اور پانی کیونکر اکٹھا موجود رہ سکتا ہے۔

یہ عقدہ ۱۸۵۰ء تک حل طلب رہا یہاں تک کہ ایک فرانسیسی مارس گوبلے نے وہ چیز دریافت کرلی جو پانی میں چکنائی کی آمیزش کو ممکن بناتی تھی۔ چونکہ گوبلے نے یہ مرکب انڈے کی زردی سے حاصل کیا تھا لہٰذا اس نے اُسے لیکیدس (LECITHOS) کے نام سے معنون کیا جس کے معنے یونانی زبان میں "انڈے کی زردی" کے ہیں۔ اب ہم اِس قدرتی حیاتیاتی مرکب کو لیسیتھن (LECITHIN) کے نام سے جانتے ہیں اپنی خصوصیت کی وجہ سے یہ مختلف صنعتوں میں استعمال ہوتی ہے۔ اور اس کی مصنوعات میں روغن اور عطریات سے لے کر چاکلیٹ تک شامل ہیں لیکن اب لیسی تھن زیادہ اپنی طبی اور غذائی اہمیت کی وجہ سے پہچانی جاتی ہے۔ اب بھی یہ انڈے سے حاصل کی جاسکتی ہے لیکن اس کے حصول کا عام ترین اور بہترین ذریعہ سویابین ہے۔

آج سے قریباً پچاس برس پہلے ہمبرگ (جرمنی) کی ایک تیل کی کمپنی نے سویابین سے صنعتی پیمانے پر لیسیتھن تیار کرنی شروع کی اور پہلی مرتبہ انڈے کی زردی کی بجائے سستی نباتاتی لیسیتھن کا حصول ممکن ہوا اور یوں ایک نئی ٹیکنالوجی نے جنم لیا۔ اس صدی کے دوسرے نصف میں لیسیتھن کی غذائی اہمیت پر بہت کچھ تحقیق ہو چکی ہے۔

کیمیائی اجزاء

لیسی تھن چکنائیوں (FATS) کے ایک گروپ فاسفولیپڈز (PHOSPHOLIPIDS) سے تعلق رکھتی ہے۔ یہ چکنائیوں (FATS)، ضروری فیٹی ایسڈز (FATTY ASIDS)، فاسفورس (PHOSPHORUS) اور دو اہم بی (B) گروپ وٹامنز کولین (CHOLINE) اور انوسیٹول (INOSITOL) کا ایک پیچیدہ آمیزہ ہے۔ اگرچہ لیسیتھن خود ایک چکنائی (FAT) ہے لیکن جسم اور خون میں موجود دوسری چکنائیوں پر اس کا اثر اسے غذائی معاون کے طور پر اہم بنا دیتا ہے۔

چکنائی غذا کا ایک جزو ہے جو صحت اور زندگی کے لئے بہت اہم ہے۔ پوری مغربی دنیا میں اوسط درجے کی غذا میں چکنائی اور خاص طور پر سخت یا سیر شدہ (SATURATED) چکنائیوں (جو عام حالات میں ٹھوس شکل میں پائی جاتی ہیں) کا تناسب بہت زیادہ ہے۔ سائنسی اداروں اور ممتاز سائنسی ماہرین جن میں امریکن میڈیکل ایسوسی ایشن اور "CAMMISSION FOR HEART DISEASE RESOURCES" شامل ہیں نے دل کی بیماری میں کمی کے لئے چکنائیوں کے کل استعمال میں کمی اور سیر شدہ چکنائیوں کے مقابلے میں غیر سیر شدہ چکنائیوں (جو عام حالات میں مائع کی شکل میں پائی جاتی ہیں) کے استعمال میں اضافے کی سفارش کی ہے۔

لیسی تھن جسم میں چکنائی کی تعمیر و تخریب —(MATABOLISM)— میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔ ہم خاص طور پر کولیسٹرول (CHOLESTROL) پر (جو دل کی بیماریوں کا سب سے بڑا غذائی عنصر ہے) اس کے عمل کا مطالعہ کریں گے۔ واضح رہے کہ لیسیتھن ایک غذا ہے دوا نہیں۔

لیسیتھن شریانوں (ARTERIES) کو سخت اور تنگ ہونے سے بچاتی ہے۔ خاص طور پر کولیسٹرول کے جمع ہونے سے۔ یہی وجہ ہے کہ بہت سے ڈاکٹر جن میں "THE LOW FAT WAY TO HEALTH AND LIFE" کے مصنف ڈاکٹر لیسٹر موریسن (Dr. LESTER MORRISON) شامل ہیں لیسیتھن کو دل کا محافظ کہتے ہیں۔

لیسیتھن میں فاسفولیپڈز کولین اور انوسیٹول کے ساتھ جڑے ہوتے ہیں۔ یہ دونوں کولیسٹرول کے کنٹرول اور چکنائی کو جلا کر توانائی میں تبدیل کرنے کے لئے اہم ہیں۔

لیسیتھن قدرت سے پودوں اور جانوروں دونوں میں پائی جاتی ہے۔ یہ انسانی جسم کے ہر عضو اور خلیے میں موجود ہوتی ہے اور صحت و زندگی کیلئے انتہائی اہم ہے۔ اس کی غیر موجودگی میں اعضاء صحیح طور پر کام نہیں کر سکتے۔ کیونکہ یہ جسم کے اکثر تعمیری و تخریبی اور کیمیائی تعاملات میں حصہ لیتی ہے اور خاص طور پر ان اعضاء کے لئے یہ بہت ضروری ہے جو

جسم کے قدرتی اور بنیادی کام سرانجام دیتے ہیں۔ یہ اعصاب کی بناوٹ اور غدود کے افعال کے لئے ضروری ہے۔ مشہور امریکی سائنسی مصنف ایڈیل ڈیوس لیسیتھن کے متعلق اپنی کتاب "LETS GET WELL" میں رقمطراز ہے:۔

"ایک صحت مند انسان میں دماغ کے خشک حصے میں ۳۰ فیصد اور جگر کی چربی میں ۷۳ فیصد لیسیتھن پائی جاتی ہے اور دل کی بیماری سے مرنے والوں میں اس کی بہت زیادہ کمی ہو جاتی ہے۔"

باقاعدہ ورزش اور فزیکل فٹنس میں (PHYSICAL-FITNESS) میں اضافے سے پٹھوں اور اسی طرح دل کے پٹھوں میں (جس میں سب پٹھوں کی نسبت لیسیتھن بہت زیادہ مقدار میں پائی جاتی ہے) لیسیتھن کے ذخیرے میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ دیکھا گیا ہے کہ باقاعدہ مشق کے بعد پرندوں کے فلائٹ مسلز (FLIGHT MUSCELS) کی لیسیتھن میں ۲۵ فیصد تک اضافہ ہو جاتا ہے۔

عموماً خلیوں میں لیسیتھن کی مقدار مستقل رہتی ہے حتیٰ کہ فاقہ کشی کی حالت میں جب عام چربی اور پروٹین گھل جاتی ہے اس وقت بھی لیسیتھن کی مقدار مستقل رہتی ہے۔ البتہ صرف انتہائی ضعف کی حالت میں ہی جسم میں لیسی تھن کی کمی واقع ہوتی ہے۔

اگر صحیح غذا استعمال کی جائے تو انسانی جسم بھی لیسیتھن تیار کر سکتا ہے۔ یہ جگر میں تیار ہو کر آنت (INTESTINE) میں جاتی ہے۔ یہاں سے یہ خون میں جذب کر لی جاتی ہے۔ لیسی تھن جسم کے بہت سے خلیوں اور بہت سے افعال کے لئے ضروری ہے۔ اس لئے اس کی تیاری کے لئے جسم کو کافی خام مال چاہیئے۔ بہت سی غیر صاف شدہ خوردنی اشیاء میں لیسیتھن پائی جاتی ہے (مثلاً بناسپتی گھی اور سفید آٹے کی لیسیتھن وغیرہ) ان کی صفائی کے دوران ختم ہو جاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جدید تحقیق کے مطابق سیر شدہ تیل بنولہ یعنی بناسپتی گھی پر غیر سیر شدہ تیل بنولہ جو عام حالات میں مائع کی شکل میں پایا جاتا ہے کے استعمال کو ترجیح دی جاتی ہے کہ جسمانی اور ذہنی پریشانیوں، بڑھاپے اور لیسیتھن کی تیاری کے لئے ضروری اجزاء کی کمی کی وجہ سے جسم میں موجود لیسیتھن میں کمی واقع ہو سکتی ہے جس سے صحت بری طرح متاثر ہوتی ہے اور شریانوں میں کولیسٹرول جمع ہونی شروع ہو جاتی ہے۔ چنانچہ شریانیں سخت اور تنگ ہو جاتی ہیں جس کا نتیجہ عارضہ قلب (Heart attack) کی صورت میں ظاہر ہو سکتا ہے۔ اس صورت حال میں جسم کو تندرست و توانا رکھنے کیلئے مصنوعی ذرائع سے لیسیتھن کا حصول ضروری ہے۔

بہت سی غذائیں لیسیتھن کا ذریعہ ہیں جن میں سے غیر صاف شدہ نباتاتی تیل اور انڈے کی زردی، گری دار میوے، سویابین، گندم، جگر اور گائے کا دل قابل ذکر ہیں۔ ہماری خوراک کا اکثر حصہ ہم تک صفائی اور پالش کے بعد ہی پہنچتا ہے جس کی وجہ سے ان میں موجود لیسیتھن

کا بہت بڑا حصہ ضائع ہو جاتا ہے مثلاً ریفائننگ کے دوران نباتاتی تیل کا اکثر الکلی (ALKLI) سے تعامل کروایا جاتا ہے۔ یا پھر ملوں میں آٹے کی پسائی کے دوران سوجی الگ کر لی جاتی ہے۔ پھر بعض اوقات پکانے میں بھی لیسیتھن کو تباہ کر دیا جاتا ہے۔ مثلاً جب انڈے کو چربی میں تلا جائے۔ اس لئے جسمانی ضروریات کو مدِ نظر رکھتے ہوئے صحت کو برقرار رکھنے کے لئے یقینی طور پر وافر لیسیتھن کے حصول کے لئے ضروری ہے کہ لیسیتھن کی مختلف حالتوں میں دستیاب مصنوعات میں سے کوئی ایک استعمال کی جائے۔

لیسیتھن کی مصنوعات

جیسا کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے کہ سب سے پہلے لیسی تھن مارس گوبلے نے انڈے کی زردی سے حاصل کی تھی۔ یہ آج بھی صنعتی لحاظ سے مفید ہے لیکن غذائیت کے اعتبار سے نباتاتی لیسیتھن کی نسبت مضر ہے۔

انڈے کی زردی میں لیسیتھن کی مقدار ۶ فیصد سے زائد ہوتی ہے لیکن کولیسٹرول بھی اس میں بڑی مقدار میں موجود ہوتی ہے اور شریانوں میں کولیسٹرول کا ذخیرہ ہارٹ اٹیک کا محرک ہو سکتا ہے۔ انڈے کی زردی میں کولیسٹرول اور لیسیتھن کی نسبت کچھ ایسی ہے کہ خون میں کولیسٹرول کا اضافہ زیادہ قرینِ قیاس ہے۔

انڈے کی لیسیتھن میں جسم کے لئے جو ضروری فیٹی ایسڈز موجود ہوتے ہیں وہ اپنی سیر شدہ حالت میں پائے جاتے ہیں جبکہ سویا بین سے حاصل کی گئی لیسی تھن میں غیر سیر شدہ فیٹی ایسڈز وافر مقدار میں ملتے ہیں جو انڈے میں پائی جانے والی لیسیتھن کے سیر شدہ FATTY ACIDS کی نسبت خون میں کولیسٹرول کی مقدار کم کرنے میں زیادہ معاون ثابت ہوتے ہیں۔ آدمز (Adams) اور مورگن (Morgan) کے تجربات سے ثابت کہ سویا بین سے حاصل کی گئی غیر سیر شدہ لیسیتھن انڈے سے حاصل کی گئی سیر شدہ لیسیتھن کی نسبت کولیسٹرول کے انجذاب کی رفتار کو نسبتاً مؤثر طریق پر بڑھا دیتی ہے۔ ۱۹۵۴ء میں بلومسٹرانڈ نے بتایا کہ منہ کے رستے کھائی جانے والی لیسیتھن مکمل طور پر خون میں جذب ہو جاتی ہے۔ دنیا کے کئی ممتاز ماہرینِ خوراک کے نزدیک سویا لیسیتھن (SOYA LECITHIN) کی خالص دانے دار (GRANULAR) قسم دل کی اور دوسری بیماریوں کے لئے زیادہ مفید ہے۔

سویا بین جو لیسی تھن کی تیاری میں خام مال کے طور پر استعمال ہوتی ہے زیادہ تر شمالی امریکہ اور برازیل میں پیدا ہوتی ہے۔ جو غذائیت سے بھرپور ہے اور اس میں پروٹین، کاربوہائیڈریٹس، چکنائی، پانی اور لیسیتھن بالترتیب ۴۲، ۲۶، ۱۹، ۱۱ اور ۲ فیصد کی نسبت سے پائی جاتی ہے۔

لیسی تھن کی تیاری کے لئے سب سے پہلے پھلیاں صاف کر کے ان کا چھلکا اتار لیا جاتا ہے۔ پھر انہیں دبا کر ان کی باریک تہیں بنالی جاتی ہیں۔

ان تھوں سے تیل نکالا جاتا ہے اور سویا آئل اور لیسیتھن کا آمیزہ باقی رہ جاتا ہے۔ اس آمیزے کو گرم کرکے اس میں پانی ڈالا جاتا ہے۔ چنانچہ لیسیتھین ایک جیلی جیسے مادے کی صورت میں علیحدہ ہو جاتی ہے۔ اسے مشینوں کی مدد سے تیل سے الگ کر لیا جاتا ہے اور پانی کو بھاپ میں تبدیل کرکے نکال لیا جاتا ہے۔ اس طرح حاصل ہونے والا آمیزہ مائع کی شکل میں ہوتا ہے اور اس میں سویا آئل اور چند دیگر اجزاء کی قلیل مقدار کے علاوہ لیسیتھن بھی کثیر مقدار میں (۶۰ سے ۷۰ فیصد تک) پائی جاتی ہے۔

اس مائع کو کیپسول بنانے اور بعض دوسری غذائی مصنوعات کی تیاری میں استعمال کیا جاتا ہے۔ لیسیتھن کا معیار اور غذائی صلاحیت اس کی طاقت (POTENCY) اور فاسفولیپیڈز کی مقدار پر منحصر ہے۔ لیسیتھن کی سب سے اعلیٰ قسم میں ۹۸ سے ۹۹ فیصد تک فاسفولیپیڈز موجود ہوتے ہیں جن میں فاسفیٹائڈل کولین کی مقدار زیادہ ہوتی ہے۔ خاصیتوں میں یہ انسانی دل کے پٹھوں میں پائی جانے والی لیسیتھن سے مشابہ ہے۔

اگر خام لیسیتھن میں سے پانی اور سویا آئیل (سویا بین کا تیل) نکال کر اُسے ہلایا جائے تو خالص ترین اور دانے دار لیسیتھن حاصل ہوتی ہے۔ اس میں ۹۸ سے ۹۹ فیصد تک لیسیتھن اور ایک سے دو فیصد تک سویا آئیل، پانی اور وٹامن ہی پائے جاتے ہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ میں ارشاد فرمایا :-

"اے لوگو! تمہارے لئے کچھ ذرائع علم ہیں انہی پر اکتفا کرو۔ اور تمہارے لئے کچھ حدود ہیں اُن سے آگے نہ بڑھو۔ درحقیقت بندہ دو خطروں کے درمیان ہے۔ ایک خطرہ وہ مدّت ہے جو گزر چکی اور اُسے نہیں معلوم کہ اللہ اس کے بارہ میں کیا کرنے والا ہے۔ دوسرا خطرہ وہ مدّت ہے جو آنے والی ہے اور وہ نہیں جانتا کہ اللہ اس میں کیا فیصلہ کرنے والا ہے۔ بندہ کو اپنے نفس سے اپنی بھلائی کے لئے، اپنی دُنیا سے اپنی آخرت کے لئے، اپنی جوانی سے اپنے بڑھاپے کے لئے، اپنی زندگی سے اپنی موت کے لئے کچھ بھلائیوں کا توشہ ہمراہ لے جانا چاہیئے۔ اُس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں محمدؐ کی جان ہے موت کے بعد رضا جوئی مولیٰ کا کوئی موقعہ نہیں۔ نہ دُنیا کے بعد جنت و جہنم کے سوا کوئی ٹھکانا۔" (تاریخ ادب عربی از زیات)

ہم پہلے ہی دیکھ چکے ہیں کہ لیسی تھن کی تاثیر کا اس میں موجود فیٹی ایسڈز کی بناوٹ سے گہرا تعلق ہے انڈے کی لیسیتھن میں یہ زیادہ تر سیرشدہ حالت میں پائے جاتے ہیں جبکہ خالص نباتاتی لیسیتھن میں ۸۰ فیصد سے زائد فیٹی ایسڈز غیر سیرشدہ ہوتے ہیں۔

اگر دانے دار لیسی تھن اور مائع لیسیتھن کا موازنہ کیا جائے تو اول الذکر کے ایک چمچ (۵٫۳ گرام) میں توانائی کے ۲۰ حرارے اور توانائی کے علاوہ کولین، انوسیٹول اور فاسفورس میں سے ہر ایک کے ۱٫۵ ملی گرام موجود ہوتے ہیں۔ اسی طرح وٹامن ای کی بھی چار اکائیاں موجود ہوتی ہیں جبکہ مؤخر الذکر یعنی مائع لیسیتھین کے ایک چمچ (۵ ملی لیٹر) میں صرف چھ حرارے موجود ہوتے ہیں اور کولین، انوسیٹول اور فاسفورس کی مقداریں بھی نسبتاً بہت کم یعنی بالترتیب ۴۰، ۱۸، اور ۱۷ ملی گرام ہیں۔ اسی طرح وٹامن ای کی بھی صرف دو اکائیاں موجود ہیں۔

وٹامن ای جو سویابین میں موجود ہوتے ہیں لیسیتھن میں بھی ویسے ہی موجود رہتے ہیں اور لیسیتھن کو سڑنے اور خراب ہونے سے بچاتے ہیں۔ غیر سیر شدہ فیٹی ایسڈز کے زیادہ استعمال کی وجہ سے جسم میں وٹامن ای کی ضرورت بھی بڑھ جاتی ہے جو قدرتی طور پر لیسیتھن کی مصنوعات میں موجود ہوتا ہے۔

لیسیتھن کی جو قسم ڈاکٹر لیسٹر مورسین کے مطابق کولیسٹرول کے خلاف مؤثر ترین ہتھیار ہے، دانے دار نباتاتی لیسی تھن ہے جس میں کولین، فاسفولیپڈز اور غیر سیر شدہ فیٹی ایسڈز وافر مقدار میں موجود ہوتے ہیں۔ تمام لیسیتھنز ترکیب میں ایک دوسرے سے مختلف ہوتی ہیں۔ اگر ممکن ہو تو صرف خالص نباتاتی لیسیتھن ہی استعمال کیجئے اور باقاعدگی سے استعمال کیجئے تاکہ بہتر نتائج حاصل ہو سکیں ٭

سالانہ اجتماع مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کی مفصل رپورٹ جنوری ۱۹۸۲ء کے شمارہ میں ملاحظہ فرمائیں!

Monthly **KHALID** Rabwah

REGD. NO. L 5830 Editor: KHALID MASOOD November December 1981

مجلس عاملہ خدام الاحمدیہ مرکزیہ برائے سال ۸۲-۱۹۸۱ء

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی منظوری سے سال ۸۲-۱۹۸۱ء کے لئے مجلس عاملہ خدام الاحمدیہ مرکزیہ کے مندرجہ ذیل ممبران مقرر کئے گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے سب ممبران کو سعیٔ مقبول کی توفیق بخشے۔

محمود احمد (صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ)

عہدہ	نام
۱- نائب صدر	مکرم صاحبزادہ مرزا فرید احمد صاحب
۲- معتمد	" ملک منصور احمد صاحب عمر
۳- مہتمم خدمتِ خلق	" صاحبزادہ مرزا مبشر احمد صاحب
۴- " تعلیم	" حافظ مظفر احمد صاحب
۵- " تربیت	" نصیر احمد صاحب قمر
۶- " مال	" مبارک احمد صاحب طاہر
۷- " عمومی	" صاحبزادہ مرزا فرید احمد صاحب
۸- " صحتِ جسمانی	" مرزا لقمان احمد صاحب
۹- " وقارِ عمل	" چوہدری سلطان احمد صاحب
۱۰- " صنعت و تجارت	" مبارک احمد خان صاحب
۱۱- " تحریکِ جدید	" شیخ مبارک احمد صاحب
۱۲- " اطفال	" مرزا محمد دین صاحب ناز
۱۳- " اصلاح و ارشاد	" سعید احمد صاحب چٹھہ
۱۴- " تجنید	" حبیب الرحمٰن صاحب زیروی
۱۵- " اشاعت	" ملک خالد مسعود صاحب
۱۶- " مقامی	" محمد اسلم صاحب شاد
۱۷- محاسب	" چوہدری فضل احمد صاحب
۱۸- مہتمم امورِ طلباء	" قریشی عبد الجلیل صاحب